ایمانِ ابی طالب
اکابرینِ اہلسنت کی نظر میں
حضرت علامہ مولانا
صوفی سردار محمد نشان قادری مدظلہ
مرکزی مجلسِ رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

ایمان ابی طالب

اکابرینِ اہل سنت کی نظر میں

حضرت علامہ مولانا صوفی سردار محمد نشان قادری
(خطیب اعظم کامونکی)
برادرِ اصغر
امام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دفتر مجلس رضا / مسلم کتابوی
گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

﴿سلسلہ اشاعت نمبر 38﴾

نام کتاب	ــــــــ	ایمان ابی طالب اکابرین اہل سنت کی نظر میں
مؤلف	ــــــــ	حضرت علامہ مولانا صوفی سردار محمد نشان قادری
صفحات	ــــــــ	۸۰
تاریخ اشاعت	ــــــــ	جنوری ۲۰۱۹ء مطابق جمادی الاوّل ۱۴۴۰ھ
ناشر	ــــــــ	مرکزی مجلس رضا، لاہور
تعداد	ــــــــ	ایک ہزار
قیمت	ــــــــ	100 روپے

ملنے کا پتا

دفتر مجلس رضا / مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

پیش لفظی

اس بات پر جمہور اُمت کا اجماع ہے کہ قرآن وحدیث کی رو سے ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔ وقت نزع ابوطالب نے کلمہ پڑھنے کا انکار بھی کیا۔ اس بات پر دلائل شرعیہ شاہد ہیں جو کوئی دلائل شرعیہ کی مخالفت کرے۔ اس کی بات ہمارے لئے حجت نہیں۔ نقل کے آگے عقلی دلائل کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہم جو بات لکھیں گے وہ از روئے قرآن وحدیث لکھیں گے۔ مرتب کتاب کی طرح لایعنی بات کا جواب لکھنے سے گریز کریں گے۔ ہم صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین کرام وائمہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ نقل کر کے مسئلے کی صحیح نوعیت بیان کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ میری اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر توشہ آخرت بنادے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ طٰہٰ ویٰسین۔

نیاز آگین سردار محمد نشان قادری

بتاریخ ۲۰۱۸۔۱۔۳ بروز بدھ

منشاء تابش آف مرید کے ضلع شیخوپورہ کی کتاب سیّدنا ابوطالب جو کہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اس کے ڈھول کا پول ہم کھولیں گے کہ یہ کتنا کاذب شخص ہے اور اس کے رافضی ہونے میں شک نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیّدُنا غوثُ الوریٰ رضی اللہ عنہ

اور

شہزادہ غوثُ الوریٰ تابش قصوری

از

مولانا محمد جاوید اکبر قادری
وسن پورہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا منشاء تابش قصوری کی کتاب پر تبصرہ

اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ

اس دور کی دنیائے علم کی ایک عظیم مادر علمی کا نام جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ہے۔اس کے مہتمم اور صدر مدرسین رحمۃ اللہ علیہما کی علمی۔تدریسی اور اشاعتی خدمات سے ایک زمانہ واقف ہے۔خصوصاً: اعتقادی محاذ پر اور تائید اہل سنت کے حوالے سے جامعہ نظامیہ رضویہ اور اس کے ذیلی اداروں سے چھپنے والا لٹریچر جہانِ سنّیت میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ حضرت مفتی قبلہ عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور صدر المدرسین علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کے جو لوگ دست و بازو اور مشیر خاص قرار پاتے تھے۔ان میں ایک نام مولانا محمد منشاء تابش قصوری کا بھی ہے۔وہ طویل عرصہ سے جامعہ سے وابستہ رہے۔اور عرصہء دراز تک جامعہ میں فارسی ادب پڑھاتے رہے۔تو اہل محبت ان کو ''خوشبوئے سعدی'' کا لقب دیتے تھے ۔ جب ان کے نام سے ایک کتاب مسمی بہ

''دعوت فکر''

شائع ہوئی۔تو تمام وہابیہ بالخصوص دیابنہ کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔جب امریکہ کے حکم سے حرمین شریفین پر قابض آل ربیعہ موجودہ نام آل سعود نے فروغ وہابیت کے لئے

ریالوں کی تجوریاں کھولیں ۔ جس کا اعتراف موجودہ قابض الحرمین الشریفین سلیمان بن قذاق نجد عبدالعزیز نجدی ربیعی کے بیٹے اور ولی عہد محمد بن سلیمان نجدی نے خود کیا ہے ۔ نجدی شہزادے اور ولی عہد کے اس اعتراف پر پاکستان کے نجدی وہابیوں اور نجدی دیوبندیوں کو ایسا سانپ سونگھا ہے جیسے یہ لوگ مائی مکلی قبرستان ٹھٹھہ کے اولین مدفون ہوں

۔ اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہِ۔

ان تجوریوں کے کھلنے کی دیر تھی ۔ کہ پاکستان کے غیر مقلدین وہابیوں نے شیخ نجدی قرن الشیطان ابن عبدالوہاب تمیمی نجدی کی کتاب "التوحید" اور وہابیان نجد کی دوسری کتب شائع کر کے مفت تقسیم کرنا شروع کیں ۔ تو پاکستان کے دیوبندیوں نے بھی بہتی گنگا میں نہانے کی ٹھان لی حالانکہ ان کے بڑے وہابیوں کو خونخوار، باغی اور یہود و نصاریٰ سے زیادہ قابل نفرت مخلوق لکھ چکے ہیں ۔ اور وہابیوں کے خبیث ہونے کی پوری گردان لکھی ہے ۔ ملاحظہ ہو "الشہاب الثاقب" ان دنوں ایک آدمی نے علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ان کتابوں کا جواب ہونا چاہیے ۔ جس کے جواب میں شرف صاحب نے فرمایا کہ یہ بات کسی نے میاں صاحب سے کہی تھی ۔ (میاں صاحب سے ان کی مراد کے کون بزرگ ہیں؟ یہ معلوم نہ ہو سکا ۔ تو میاں صاحب کہنے لگے کہ وہابیہ کی تمام کتب کا جواب آچکا ہے ۔ ا ۔ حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی (رحمۃ اللہ علیہ) نے نام سے چھپنے والی کتاب "تاریخ نجد و حجاز" اور دوسری کتاب مولانا محمد منشاء تابش قصوری کے نام سے چھپنے والی

"دعوت فکر"

یہ دونوں کتابیں نجدیوں کی تمام تحریروں کا مکمل جواب ہیں ۔ اس کی اشاعت پر اہل سنت کے علمی حلقوں نے تابش صاحب کو کھل کر داد دی ۔ اور ان کی قدر و منزلت

میں گرانقدر اضافہ ہونا تو ایک قدرتی امر تھا۔ ان کے مضامین، اشاعتی سرگرمیاں اور جامعہ نظامیہ سے دیرینہ تعلق اور فارسی ادب کی تدریس کی بناء پر ایک ادیب کے طور پر منظر عام پر آگئے۔ مگر بقول دانشمنداں بھریا اس کا جانیئے جس کا توڑ چڑھے۔ چند ماہ قبل ان کی ایک کتاب بنام ''سیدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ'' منظر عام پر آئی جس میں اشاعت اول ذوالحجہ 1438ھ بمطابق ستمبر 2017ء درج ہے۔ کسی مسئلہ میں دوران تحقیق رائے کا مختلف ہونا ممکن ہے۔ مگر ایک غیر ضروری مسئلہ کو انتہائی اہم بنا دینا۔ جس سے اہل ایمان میں انتشار پیدا ہو۔ اور ارتعاش کی کیفیت جنم لے انتہائی غیر مناسب رویہ ہے۔ بالخصوص اس گئے گزرے دور میں جہاں اہل حق کے معاندین جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّيَابِ (ترمذی شریف جلد دوم) ترجمہ: ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی اور ان کے دل بھیڑیوں والے ہونگے۔ یہ قلوب الذیاب رکھنے والے مانندِ ذیاب (گرگانِ کہن) اہل سنت و جماعت درود و سلام والوں پر حملہ آور ہیں۔ ان حالات میں ایک بالکل غیر ضروری مسئلے کو اس انداز میں زیر بحث لانا۔ جس سے اہل سنت کی صفوں میں انتشار پڑے اور بڑھے۔ یہ کونسی دین کی خدمت ہے؟ ہم ایسے ناقص العلم کی سوچ سے باہر ہے۔ مولانا منشاء تابش قصوری کی جس انداز سے شہرت تھی اس سے ہٹ کر انہوں نے اپنی کتاب کا آغاز سورۃ منافقوں کی آیت سے کیا ہے۔ اس کے بعد'' سورۃ بقرہ'' کے دوسرے رکوع کی جو آیات منافقین سے تعلق رکھتی ہیں ان کا ترجمہ ذکر کیا ہے۔ پھر یہ آیت لکھ دی۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

آگے چل کر تہتر ۷۳ فرقوں والی صحیح حدیث لے آئے۔ کہ ایک گروہ جنتی اور باقی

سب جہنمی اس کے بعد ذوالخصویصرہ تمیمی ابوالخوارج والی حدیث کا حوالہ دے دیا اور آخر میں شاعر مشرق کا مشہور شعر لکھ دیا۔

زبان سے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ سے مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

کتاب مذکورہ صفحہ ۲۱ تا ۲۶

تابش صاحب کی تابشیں ملاحظہ ہوں۔ کہ جو حضرات ان کے نظریہ کے خلاف ہیں وہ ا۔ منافق ہیں۔ ۲۔ جہنمی ہیں ۳۔ خارجی ہیں اور ۴۔ محض زبان کی حد تک کے مسلمان ہیں۔ حقیقی مسلمان نہیں اس کے بعد لکھتے ہیں۔
ان تمھیدی کلمات کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ رکھیئے۔۔ تاکہ آئندہ سطور میں جو کچھ ملاحظہ فرمائیں گے یقیناً نفع مند ہوگا۔ کتاب مذکورہ ص ۲۶
تابش صاحب کی اس جسارت کو دیکھ کر بن کر انصاف پسند حضرات پر کیا گذری ہوگی، ہر شخص اپنے ضمیر میں جھانک کر معلوم کرسکتا ہے۔؟
جواب آن غزل: ان حالات میں تابش صاحب کی کتاب پر تبصرہ کرنا میرا مقصد نہیں ہے۔ البتہ ان کے جواب میں مناظر اسلام حضرت مولانا صوفی محمد سردار احمد نشان دامت برکاتہ نے کتاب کے نام سے گرما گرم جواب لکھا ہے۔ جس میں دیگر حوالہ جات کے علاوہ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب تفسیر الجیلانی کا حوالہ بھی درج ہے ملاحظہ ہو اسی کتاب کا صفحہ۔۔۔۔۔ واضح ہو کہ یہ مبارک تفسیر کی تقسیم میں والیٔ سدرہ شریف کا بڑا کردار ہے۔ جن کے القاب تابش صاحب نے کتاب مذکور کے تہدیہ کے صفحہ میں یوں لکھے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تھدیہ

مظہر اخلاق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وارث علوم مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

شہزادہ غوث الوری رضی اللہ عنہ نقیب الاشراف، مرشدِ زمان

مرکز احسان وعرفان، منبع مودت، ومحبت، محسن ملت

رہبر شریعت، پیر طریقت،

حضرت الحاج الحافظ پیر سید محمد انور شاہ صاحب گیلانی قادری

دامت برکاتہم العالیہ

زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ رزاقیہ سدرہ شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اسلامیہ

جمہوریہ پاکستان کی خدمت اقدس میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ

گر قبول اُفتد زہے عزوشرف

طالب نگاہ کرم: محمد منشاء تابش قصوری مرید کے ضلع شیخوپورہ جامعہ نظامیہ رضویہ پاکستان

مولانا نشان صاحب چونکہ اہل سنت کے بے باک ترجمان اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بڑے فدائی ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں اور پوچھنے میں حق بجانب بھی ہیں۔ کہ تفسیر الجیلانی میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے تمہارے موقف کے برعکس جو کچھ لکھا ہے۔ اگر وہ حق ہے تو انکار کر کے لنگر غوثیہ گیارہویں خوری کی نمک حرامی کیوں کرتے ہو؟ اور اگر ان کا موقف غلط ہے تو منافقت، جہنمیت، خارجیت اور محض زبانی کلامی مسلمان ہونے کے فتوی سے۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا استثنٰی کیسے کرو گے؟ کس طرح ان درجنوں اساطین اسلام، محدثین عظام، مفسرین کرام، نیز ان کے علاوہ وہ درجنوں بزرگان دین جن کا موقف تمہارے والا نہیں ہے جن کے حوالے درج نہیں کئے گئے ہیں۔ ان کو فتوائے خارجیت سے کیسے بچاؤ گے۔؟

جو تم نے اپنی کتاب کے نشان منزل میں لگایا ہے۔ نیز حضرت سیدنا غوث الوری رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کتاب الحج کے باب التردیہ میں وہی بات لکھی ہے جس پر تابش قصوری منافقت، جہنمیت اور ضلالت وگمراہی کے فتوے لگا رہا ہے اور شہزادہ غوث الوری لگوا رہا ہے۔ جب کہ شہزادہ غوث الوری یہ تسلیم کرتے ہیں کہ غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہی کی کتاب ہے حضرت نشان ملت پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سرکار غوث اعظم کے خلاف عقیدہ بھی رکھے اور شہزادہ غوث الوری بھی کہلائے یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

جس شہزادہ غوث الوری کی دلجوئی اور خدمت کی خاطر تم نے یہ ساری کاوش کی ہے۔ وہ شہزادہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنا جد اعلیٰ مان کر تمہاری جسارت کی تائید کس طرح کریگا۔؟ لنگر غوثیہ پر پل کر شہزادگی کی بساط کیسے بچھائے گا۔؟ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر اتنے گھناؤنے فتوے لگوا کر شہزادہ غوث الوری کس منہ سے کھلوائے گا؟

نشانہ نشان: مولانا سردار احمد نشان مدظلہ نے منشاء تابش کی تابش (گرمی) فتوی منافقت، خارجیت، جہنمیت، اور محض زبانی مسلمانی کو سامنے رکھ کر جواب تحریر فرمایا ہے۔ فی الوقت میرا مقصد اس پر کسی قسم کا تبصرہ کرنا نہیں ہے۔ وہ تو اساطین اسلام بشمول سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر ان لگنے والے فتوی پر دکھی دل سے جواب لکھ رہے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح ان کے قلم کی تیزی اور گرمی کو محسوس کرتے ہوئے عرض ہے۔ کہ چونکہ تابش صاحب کی سیرت میں فارسی ادب کی تدریس کا بڑا دخل ہے۔ کسی دور میں ان کو "خوشبوئے سعدی" کہا جاتا تھا۔ اب ان کو "خوشبوئے سعدی" کہنے والے ان سے فتوائے منافقت، خارجیت، وجہنمیت پا کر بھی ان کو "خوشبوئے سعدی" کے لقب سے یاد کریں گے۔ یا کوئی اور لقب دیں گے؟ وقت آنے پر پتہ چلے گا۔ البتہ فقیر کے نزدیک یہ "بَدْبُو مُتَرَفِّضِی" بن چکے ہیں حضرت مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار کچھ با ترجمہ اور کچھ بلا ترجمہ حاضر خدمت ہیں۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی بلندی درجات کی دعا کے ساتھ پیش

خدمت ہیں۔

چه خوش گفت ایں مثل پیر ده

ستور لگدزن گراں بار به

گاؤں کے بابا جی نے یہ کیا خوب مثال بیان فرمائی ہے۔کہ جو گدھا، گھوڑا، خچر دولتان مارنے کا عادی ہو۔اس پر بوجھ زیادہ ڈالنا ہی بہتر ہے۔تاکہ اس کی طبیعت صاف ہو جائے۔

مگو شہد شیریں و شکر فائق ست

کسے سقمونیا لائق ست

جس شخص کی بیماری کا علاج سقمونیا جیسی کڑوی اور جلاب لانے والی دوائی ہو اس کے سامنے تم یہ نہ کہو کہ شہد بہت میٹھا ہے اور شکر بہت عمدہ ہے۔

نه هر گز شنیدم در عمر خویش

که بد مرد را نیکی آمد به پیش

میں نے عمر بھر یہ بات نہیں سنی کہ بُرے آدمی (سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایسی عظیم ہستیوں پر منافقت و جہنمیت کا فتوی لگانے والے) کو نیکی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا ہو؟

چه تخم افگنی بر هماں چشم دار

مزید فرماتے ہیں

باخلاقِ ونرمی مَکن پا درشت

کہ سگ را نمالند چوں گربه پُشت

بندہ نے بوستان سعدی سے یہ اشعار چنے ہیں۔اس میں یقیناً ازیں قسم کے کئی اشعار ہونگے ۔اگر ضرورت پڑی تو جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے موجودہ خوشبوئے سعدی سے استفسار کرنا ہماری عین سعادت ہوگی۔

حرف آخر: راقم الحروف بندہ آثم ہر ایسی بات اور حرکت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے۔جو کسی

بھی انداز میں حضور اکرم ﷺ کی اذیت کا باعث بنے۔
حضور اکرم **شفیع معظم** ﷺ کی بے پناہ خدمت کرنے والے آپ کے چچا جان کا معاملہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حوالے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ و رسولہ ﷺ اعلم کہتے ہوئے خاموشی اختیار کرتا ہے اور اسی میں سلامتی ہے۔ کیونکہ ایک طرف **صحیح** وصریح احادیث اور کئی آیات بینات کا شان نزول ہے۔ جو کہ مفسرین نے ذکر فرمایا ہے اور دوسری طرف یہ کیفیت نہیں۔ محض تاویلات میں یا خوش عقیدگی کی بنا پر فتوائے منافقت وخارجیت، اور جہنمی گروہ ہونے کی وعید۔ خواہ اس کی زد میں شہزادۂ غوث الوری کے جد کریم رحمۃ اللہ علیہ سمیت جو بھی آئے۔ ان سطور کے بعد دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ حق کے لیے ہمارا سینہ کھول دے۔ تاکہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اور اذیت سے بھی بچے رہیں اور نجات آخرت کا سامان بھی کر سکیں۔ جملہ آل رسول اللہ ﷺ اور تمام اہل بیت و **جمیع صحابہء کرام علیہم الرضوان** کا ادنیٰ غلام اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

کا کم ترین خادم

محمد جاوید اکبر قادری

افغان سٹریٹ نزد آستانہ عالیہ حضرت قبلہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

وسن پورہ لاہور ربیع الاول ۱۴۴۰ھ ہجری بمطابق نومبر 2018ء

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

وعن ابی ھریرة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم

(رواہ مسلم ومشکوٰۃ شریف عربی ص ۲۸، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ترجمہ: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ جھوٹے اور دھوکے باز لوگ ہوں گے جو تمہیں ایسی باتیں کہیں گے جو نہ تم اور تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی۔ ان لوگوں سے بچنا، کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں"۔

اس حدیث کی شرح شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے:

المراد بعدم السماع المذکور عدم ثبوتھا فی الدین وکونھا بھتانا و افتراءً فیہ ۔ (لمعات ج ۱ ص ۲۲۱)

نہ سننے سے مراد ہے کہ ان کی باتوں کا دین میں کوئی ثبوت نہ ہوگا وہ صرف بہتان و افترا ہوگا۔ ایسے ہی آج کل کچھ لوگ ایسی باتیں نقل کرتے ہیں جن کا دین

متین سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ ایمان ابی طالب کا عقیدہ رافضیوں کا خود ساختہ ہے۔ قرآن و حدیث ائمہ تفسیر، محدثین، حفاظ احادیث، شارحین احادیث و دیگر ائمہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی ایک کا بھی عقیدہ نہیں۔ اس دور میں سیّد الکاذبین منشاء قصوری آف مرید کے ہے۔ ہم دلائل شرعیہ سے مرتبہ رسالہ ایمان ابو طالب کا اصلی چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کریں گے کہ حوالہ جات نقل کرنے میں کتنا کذب بیانی سے کام لیا ہے اور اس کا رافضی ہونا بھی ثابت کریں گے۔

قرآن کریم کی آیت نمبر ا: ''اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ'' بے شک نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو ہاں! اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے۔ (کنز الایمان) اسی آیت مبارکہ کا شان نزول سیّدنا و مولانا نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں۔ عبارت یوں ہے: شان نزول مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کی موت کے وقت فرمایا: اے چچا! کہو لا الہ الا اللہ میں تمہارے لئے روز قیامت شاہد ہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر مجھے قریش کے عار دینے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لا کر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا' اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے:

ولقد علمت بان دين محمد من خيرا ديان البريه دينا لولا الملامة او حذارُ مسبة لوجدتني سمحا بذاك مبينا یعنی میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت و بدگوئی کا اندیشہ نہ ہوتا (جہان کے) تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول کرتا' اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ مترجم قرآن کریم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ حاشیہ مولانا سیّد نعیم الدین مراد آبادی ص ۶۲۶ طبع تاج کمپنی لاہور

پاکستان۔

قارئین کرام خط کشیدہ عبارت پڑھ کر فیصلہ فرمائیں کہ وقت موت ابوطالب نے کلمہ پڑھنے سے انکار کیا اور انتقال کر گیا اور اسلام قبول نہ کیا۔ اگر مسلمان ہوتا تو مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اس پر رضی اللہ عنہ کا جملہ ضرور نقل فرماتے۔

اب مفسرین اہل سنت کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

قال الزجاج اجمع المفسرون علی انها نزلت فی ابی طالب ۔

(تفسیر خازن علی المدارک ص ۴۳۶، جلد ۳ زیر آیت سورۃ القصص ص ۴۳۶، جلد سوئم)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یوں لکھا ہے۔

(تفسیر جلالین ص ۳۹۲ طبع بیروت)

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث جو مسلم شریف میں نقل ہے کا حوالہ دیا کہ یہ آیت مبارکہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آگے لکھتے ہیں: اخرج النسائی و ابن عساکر فی تاریخ دمشق بسند جید عن ابی سعد بن رافع قال سالت ابن عمر عن هذه الایة (انك لاتهدی من اجبت افی ابی جهل و ابی طالب قال نعم ۔ ترجمہ: امام نسائی نے اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں جید سند سے حضرت سعد بن رافع سے روایت کیا کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: کیا ابوجہل اور ابوطالب کے بارے میں آیت نازل ہوئی۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں!

امام النحو علامہ زمخشری بھی یوں ہی فرماتے ہیں۔ عبارت یوں ہے:

قال الزجاج اجمع المفسرون انها نزلت فی ابی طالب

(تفسیر کشاف ج ۳ ص ۴۲۲)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مرفوع نقل کر کے لکھتے ہیں۔

اخرج مسلم وغیرہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمہ ابی طالب (تفسیر مظہری عربی ج ۷، ص ۱۷۳ طبع انڈیا)

تفسیر ابن عباس والے بھی یوں ہی لکھتے ہیں: انک یا محمد (لاتھدی) لاترشد من احببت ایمانہ یعنی ابی طالب

(تفسیر ابن عباس عربی ص ۳۹۲، اُردو ابن عباس ج ۲، ص ۲۱۶)

مفتی عبدالعزیز مزنگ لاہور والے ترجمہ میں لکھتے ہیں عبارت یوں ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کا بھلا چاہتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اس کی قسمت میں اسلام نہیں۔ ابوبکر وغیرہ مشرف با اسلام ہوئے کہ ان کی تقدیر میں تھا۔

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مرفوع سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی پوری حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (روح المعانی جز ۲۰، ص ۹۶)

قال الزجاج اجمع المسلمون ان ھذہ الایۃ نزلت فی ابی طالب

(مراح لبید ج ۲، ص ۱۳۶)

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جمہور کا مذہب ثابت کیا ہے۔

والجمھور علی الایۃ نزلت فی ابی طالب

(انوار القرآن ج ۳، ص ۹۵، طبع پاکستان)

حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سات احادیث مبارکہ اسی آیت کے متعلق نقل کی ہیں۔ نمبر ۱: عن ابی ھریرۃ نمبر ۲: عن ابن المسیب نمبر ۳: عن ابن عباس نمبر ۴: عن سعید بن رافع قال قلت لابن عمر نمبر ۵: عن مجاھد نمبر ۶: عن قتادۃ نمبر ۷: عن ابی صالح عن ابن عباس رضی

اللہ عنھم (تفسیر الدر المنثور عربی جز ۵ ص ۲۲۴ طبع ایران)

سات احادیث مبارکہ اس بات پر شاہد ہیں کہ ابوطالب نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے باوجود کلمہ نہیں پڑھا یعنی اسلام قبول نہیں کیا۔

مذکورہ احادیث کے تمام راوی ثقہ ہیں تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب لابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بخاری و مسلم کی منقول شدہ احادیث میں اکثر راوی سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ راویوں سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوگیا کہ ابو طالب کے مسلمان نہ ہونے پر اہل اسلام مفسرین کا اجماع ہے اور نص قرآنی دال ہے۔ نص قرآنی کے خلاف کسی فرد کی بھی دلیل حجت نہیں۔ مفسر قرآن قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھیے: فالایۃ ھٰذا ناسخۃ لاستغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعمہ انک لاتھدی وزیر آیت: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا توبہ (آیت نمبر ۱۱۳، ج ۸ ص ۲۴۸، ج ۸ ص ۲۵۰) مذکورہ آیت ابوطالب کے لئے استغفار کرنے کی ممانعت کی دلیل ہے۔

اسی آیت کے متعلق صاحب جامع البیان زیر آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ (توبہ ۱۱۳ تفسیر جامع البیان صفحہ ۵۴-۵۵ ج ۷ سند احدیث اکثر لکھی ہیں۔ ج ۷ صفحہ ۶۰ طبع بیروت)۔

اجمع المفسرون ان ھذہ الایۃ نزلت فی ابی طالب آگے عن علی رضی اللہ عنہ موت ابی و امی حدیث نقل ہے۔ تفسیر ثعالبی ج ۳ صفحہ ۲۳۱۔

محدث و مفسر ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں زیر آیت: ما کان للنبی والذین امنوا عن سعید بن المسیب ج ۳ صفحہ ۳۸۳۔

تفسیر مقاتل بن سلیمان نے بھی مات علی الکفر لکھا ہے۔ ج۲ صفحہ ۴۷، فتح البیان ج ۳ صفحہ ۱۸۶۔

موت ابی طالب کے متعلق "مات علی الکفر" کی عبارت تفسیر ارشاد العقل برحاشیہ ابوسعود جلد ۳ صفحہ ۴۴۹ وایضاً تفسیر عبدالرزاق ما کان للنبی والذین امنوا نزلت فی ابی طالب، جمل علی الجلالین ج ۲ صفحہ ۳۳۲، الصاوی علی الجلالین حدیث ان عمك الضال نقل ہے۔ عن علی رضی اللہ عنہ ج ۲، صفحہ ۱۸۳، مذکورہ حدیث ان عمك الضال عن سعید رضی اللہ عنہ تفسیر ابن ابی حاتم ج ۵ صفحہ ۱۴۱۔

کتب احادیث وفقہ ملاحظہ فرمائیں، حدیث ابی طالب جو کہ نقل ہے۔

امام محمد علیہ الرحمۃ یوں لکھتے ہیں: عن علی رضی اللہ عنہ ان عمك الضال الحدیث سیر الکبیر ص ۱۵۳، سنن سعید بن منصور، ج ۵، صفحہ ۲۸۱، الاوسط نیشاپوری ج ۵، ص ۳۴۳، صفحہ ۳۰۴، تفسیر قشیری صفحہ ۱۸۱، المبسوط سرخسی ج ۲، صفحہ ۵۵، تاریخ مدینہ ۶۶ جز، صفحہ ۳۳۲، بدائع الصنائع، ج ۱، صفحہ ۳۰۳، شرح نہج البدغہ ابن الحدید شیعہ، ۱۴ جز، صفحہ ۳۸، المجموع للنووی ج ۵، صفحہ ۲۳۷، تہذیب الکمال ۲۹ جز، صفحہ ۲۵۸، تبیین الحقائق ج ۱، صفحہ ۲۴۴، البدر المنیر ج ۵، صفحہ ۲۳۷، الاصابہ ج ۷، صفحہ ۲۳۹، جامع الحدیث للسیوطی، ۱۶ جز، صفحہ ۳۵۱، ۱۷ جز، صفحہ ۲۸۳، سبل الہدیٰ ج ۲، صفحہ ۴۳۱، کنز العمال ۱۴ جز، صفحہ ۱۶، مندرجہ بالا کتب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ والی روایت ان عمك الضال نقل ہے۔

ابوطالب کے متعلق لکھتا ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی ہمدردی کی اور نکاح سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پڑھایا۔ قصیدہ بھی لکھا، اس سے ایمان ثابت ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ

اللہ علیہ نے ان تمام باتوں کا رد کیا ہے۔ عبارت مندرجہ ذیل ہے:

وہ گورے رنگ جن کے روئے روشن سے مینہ برستا ہے

یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد بن اسحاق تابعی صاحب سیر و مغازی نے قصیدہ بتمامہا نقل کیا جس میں ایک سو دس بیتیں مدح جلیل ولغت منیع منیع پر مشتمل ہیں۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ شرح صراط مستقیم میں اس قصیدے کی نسبت فرماتے ہیں۔ دلالت دارد بر کمال محبت ونہایت معرفت نبوت اوانتہی مگر مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال واقوال ان سے حالت اسلام میں صادر ہوتے تو سیّدنا عباس بلکہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل قرار پاتے۔ آگے لکھتے ہیں: آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ متواترہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپس ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس میں کسی سنی کو مجال دم زدن نہیں، ہم یہاں کلام کو سات فصل پر منقسم کریں گے۔ (رسائل رضویہ ج ۲، ص ۳۱۰، ۳۱۱)

مذکورہ نقل کردہ عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا اور یہی عقیدہ تمام اہل سنت کا ہے اور تابش نے جو صفحہ ۸۱، ۸۲ میں عبارت نقل کی' اس کی بددیانتی کا پتہ چل گیا' پوری عبارت نقل کرتا تو بددیانتی کا کیسے پتہ چلتا۔ ماقبل تو لکھ دیا اور مابعد شیر مادر سمجھ کر پی گیا۔ عبارت صرف بیواؤں کے نگہبان تک لکھی' اگلی عبارت ہضم کر گیا۔

جس عبارت میں ابوطالب کا کفر پر مرنا لکھا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوطالب کی ہمدردیاں، نکاح اور قصیدہ کا جواب ہو گیا' آگے لفظ ضال کا معنیٰ غلط کیا۔ ص ۳۰ محبت میں خود رفتہ قرآن کریم سورۃ والضحیٰ کا لفظ ضـــــال اور سیّدنا یوسف علیہ

السلام پر اطلاق ضال کا معنی محبت ہی بنتا ہے۔ لیکن ان عمك الضال کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ اس بیچارے کو اتنا بھی علم نہیں کہ ضال کی اضافت جب نبی اللہ کی طرف ہو تو معنی محبت بنے گا اور غیر نبی پر ضال معنی گمراہ ہی ہوگا۔ لیجئے ضال کا معنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے حوالہ مندرجہ ذیل ہے۔

حدیث نہم: حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یعنی میں نے حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کا چچا بڈھا گمراہ مرگیا فرمایا جا اسے دبا آ۔ (ج ۲، ص ۴۲۱، رسائل رضویہ) یہ حدیث متعدد کتب میں نقل ہے۔

خط کشیدہ عبارت پڑھ کر قارئین خود فیصلہ کریں کہ مرتب نے ترجمہ کرنے میں کتنا جھوٹ بولا۔ یہ حدیث امام شافعی و امام احمد و امام اسحاق بن راہویہ و ابوداؤد و طیالسی اپنی مسانید اور طبقات ابن سعد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود و منتقی اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار و ابو یعلیٰ مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اس صحیح حدیث پاک سے مولا علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ثابت ہوگیا کہ ابوطالب کفر پر مرا، ہم تابش سے پوچھتے ہیں کہ جو شخص ایمان ابی طالب کا قائل نہیں وہ خارجی ہے۔ تو آپ کے نزدیک مولا علی رضی اللہ عنہ بھی نعوذ باللہ خارجی و منافق ہوئے (تابش نے لکھا ہے: ابوطالب نے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی یہ عبارت ایمان ثابت نہیں کرتی، ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قال ابو جهل ان محمدا لصادق ما كذب محمدا قط (شرح شفاج ۱ ص ۷۹)

ابوجہل نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی، پھر آپ ابوجہل کو سیّدنا اور رضی اللہ عنہ لکھا کریں، عقل ہوتی تو رافضی نہ بنتے۔ آگے چل کر ملا علی القاری رحمۃ اللہ

علیہ لکھتے ہیں۔عبارت یوں ہے:**طالبا مات کافرا** (شرح شفاج ۱ص ۵۲ ۷،طبع بیروت)

ابو طالب کے متعلق ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں۔**ابو طالب لم یصح اسلامہ** (شرح شفاج ۱ص ۶۰۵)

تائید مزید: عبارت یوں ہے:**ورد فی حدیث ان ابا طالب اسلم و تلفظ بکلمة الشهادة وهو فی مرض الموت الا انه منکر** ۔(رسالہ ایمان ابویہ صلی اللہ علیہ وسلم جز ۲،ص ۱۷،ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوطالب کا مسلمان ہونا اور کلمہ شہادۃ پڑھنا وقت موت اس روایت کو منکر قرار دیا ہے کہ اس سے حجت پکڑنا نہیں جائز)

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:**روی عن ابی بکر رضی الله عنه انه قال للنبی صلی الله علیه وسلم والذی بعثك بالحق لاسلام ابی طالب کان اقر لعینی من اسلامه یعنی اباه ابا قحافة وذالك ان اسلام ابی طالب اقر لعینيك** ۔(شفا شریف ج ۲،ص ۱۷،طبع بیروت)

ترجمہ: سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! ابوطالب اگر اسلام لے آتا تو میرے لئے زیادہ خوشی کا باعث تھا بہ نسبت میرے باپ ابو قحافہ کے اسلام لانے سے۔

ہم تابش سے پوچھتے ہیں کہ کیا صدیق اکبر یار غار رضی اللہ عنہ بھی نعوذ باللہ آپ کے نزدیک خارجی ہوئے۔"**اذا فات الحیاء فاصنع ما شئت**"۔سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی وہی عقیدہ ہے جو ہم اہل سنت وجماعت حنفی بریلویوں کا ہے۔ایمان ابی طالب کا عقیدہ پوری امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے۔کتابچہ تو لکھ دیا لیکن تابش سے ابوطالب کے ایمان پر کوئی نص قرآنی اور حدیث

متواترہ صحیحہ نقل کرنے کی ہمت نہیں ہوئی "فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا"

اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کوئی بھی ایمان ابوطالب کا قائل نہیں۔ تابش مر تو جائے گا مگر ایمان ابوطالب پر ایک صحیح روایت نہیں دکھا سکے گا۔

ہم احادیث مبارکہ اور فقہائے کرام علیہم الرضوان کی تصریحات نقل کرتے ہیں۔

امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: روی ان علیا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین مات ابو طالب فقال ان عمك الضال قدتوفی فقال اذهب فاغسله و کفنه (رواہ السیر الکبیرج ۱ص۱۵۳، طبع بیروت)

حدیث نمبر۲: حدثنا الحمیدی قال ثنا سفیان قال عبدالملك بن عمیر قال سمعت عبید اللہ بن الحارث بن نوفل یقول سمعت عباس بن عبدالمطلب یقول قلت یا رسول اللہ ان ابا طالب کان یحوطك و ینصرك فهل نفعه ذلك فقال نعم وجدته فی غمرات من النار فاخرجته الی ضحضاح (حدیث نمبر ۴۶۰ الجزء الخامس مسند الحمیدی ج ۱ص ۲۹۱ طبع مدینہ و ایضاً فی جامع الاصول ج ۲ص ۱۱۰، ۱۸۰ زیر آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، فیض القدیر شرح جامع الصغیر ج ۳ ص ۸۹، ان عمك الشیخ الضال الحدیث (تفسیر کبیر جز ۲۵، ص ۲ طبع تہران عبارت میں اکرہ کا جملہ نقل ہے۔ تفسیر ثمرقندی ج ۲ ص ۶۱۴ وایضاً ج ۲ ص ۲۸۸، فتح القدیر شوکانی ج ۵ ص ۱۹۵، کفر ابی طالب پر دلالت کردہ تمام احادیث نقل ہیں۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۸۱، ۸۲، تفسیر قرطبی ج ۸ ص ۲۴۸، ۲۵۰، زیر آیت ما کان للنبی تفسیر جامع البیان طبری ج ۷ ص ۵۴، ۵۵، ج ۷، ص ۱۶۰ اکثر احادیث نقل ہیں۔

اجمع المفسرین ان هذه الآیة نزلت فی ابی طالب اور موت والی

حدیث بھی نقل ہے۔ (تفسیر ثعالبی ج ۳ ص ۲۳۱، زاد المسیر ابن جوزی ج ۳ ص ۳۸۴، عن سعید بن المسیب، تفسیر بیضاوی ص ۲۶۹ مکمل تفسیر مقاتل بن سلیمان ج ۲ ص ۴۷، مات علی الکفو، تفسیر فتح البیان ج ۳، ص ۱۸۶، تفسیر ارشاد العقل ج ۳ ص ۴۴۹، تفسیر عبد الرزاق پوری سند عن علی رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۳۲۲، الصاوی علی الجلالین ج ۱ ص ۱۸۳، تفسیر ابن ابی حاتم عن سعید بن المسیب ج ۵ ص ۱۴۱' ان کتب تفاسیر اور کتب احادیث میں روز روشن کی طرح یہ مسئلہ واضح ہے۔

(فقہائے کرام علیہم الرضوان کی تصریحات مندرجہ ذیل ہیں)

'امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ پڑھیے: **محمد عن یعقوب عن ابی حنیفة کافر مات وله ولی مسلم فانه یغسلها ویتبعهٔ ویدفنه کذلك امر علی رضی الله عنه** (شرح الجامع الصغیر ص ۱۹۵ مکمل) امام محمد یعقوب سے وہ ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں۔ اگر کافر مر جائے اور اس کا ولی کوئی مسلمان ہو تو وہ اسے غسل دے اور میت کے ساتھ جائے اور دفن کر دے۔ آگے شارح نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث "**ان عمك الشیخ الضال**" کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ سنن بیہقی میں سنداً نقل ہے۔ (سنن ج ۳ ص ۳۹۸، المبسوط سرخسی ج ۲ ص ۵۵ پر نقل ہے۔ مذکورہ عبارت بعینہٖ ہدایہ ج ۱ ص ۱۶۴، تبیین الحقائق شرح کنز ج ۱ ص ۲۴۴، البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۴، منقول از کاشف کید الثعلب "**ما كان للنبی**" زیر آیت حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۳۰، نور الہدایہ ج ۱ ص ۱۴۶، نصب الرایۃ ج ۱ ص ۲۸۱، ۲۸۲، فتح القدیر ج ۳ ص ۸۳، شرح النقایہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۴۴۰)

علامہ آلوسی بغدادی کا فیصلہ پڑھئے عبارت یہ ہے: **مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** زیر آیت **انه لافائدة فی طلب المغفرة للكافر والاٰية علی الصحیح نزلت فی ابی طالب** ۔ (روح المعانی جز ۱۱ ص ۳۲) بے شک کافر کے لئے

دعائے بخشش مانگنا کوئی فائدہ نہیں اور یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ چند سطور آگے نقل ہے۔ **والایة علی هذا دلیل علی ان ابا طالب مات کافرا وهو المعروف من مذهب اهل السنة والجماعت** ۔ (روح المعانی جز ۱۱ ص ۳۳، طبع پاکستان) مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا اس بات پر حجت ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی اور صحیح مذہب اہل السنۃ والجماعۃ یہی ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔ ایمان ابوطالب شیعوں کا مذہب ہے، اہل سنت کا نہیں۔ شرح فقہ اکبر ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ مندرجہ ذیل عبارت پڑھئے۔

وابو طالب مات کافرا (شرح فقہ اکبر ص ۴۷)

ترجمہ فارسی: وابوطالب عم رسول فوت شد کافر۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا ۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ الایة نزل فی ابی طالب (ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۵۵۸، مسند ابی عوانہ ج ۱ ص ۱۴، عن سعید بن المسیب والیضاح ۱ ص ۹۷، طبع بیروت امام ابن حجر عسقلانی کا فرمان بھی اسی طرح ہے۔

حافظ ابن کثیر نے محبت و ہمدردی قصیدہ و نکاح خوانی کا نفیس جواب دیا ہے۔ عبارت یوں ہے:

یحبه حبا شدیدا طبعیا لا شرعیا ۔ (تفسیر ابن کثیر عربی ج ۳ ص ۳۹۴ طبع بیروت)

ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت شدید طبعی طور سے کرتا تھا یعنی رشتے داری کی بنا پر شرعی طور پر نہ تھی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام میں آنے کی دعوت دی اور ایمان لانے کی رغبت دلائی، لیکن تقدیر کا لکھا اور اللہ تعالیٰ کا چاہا غالب آیا، یہ ہاتھوں سے پھسل گیا اور اپنے کفر پر اڑا رہا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ پڑھنے کا اصرار کرتے رہے۔ ابوطالب نے ہر بار انکار کیا۔ یہ آیت مبارک اس کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن کثیر عربی کی پوری عبارت پڑھیں اور خود فیصلہ کریں۔ تابش نے بلاوجہ کثیر صفحات سیاہ کر مارے۔ کھودا پہاڑ تو نکلا چوہا۔ چند سطور آگے عبارت نقل ہے **رواہ الامام احمد عن یحیی بن سعید القطان عن یزید بن کیسان حدثنی ابو حازم عن ابی ہریرۃ فذکرہ بنحوہ و ھکذا قال ابن عباس و ابن عمرو مجاھد و الشعبی وقتادۃ انھا نزلت فی ابی طالب حین عرض علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول لا الہ الا اللہ فابی علیہ ذالک** ۔ (مترجم ابن کثیر ج ۴ ص ۱۳۷)

امام احمد رضی اللہ عنہ یحیٰی بن سعید قطان سے وہ یزید بن کیسان سے انہوں نے ابوحازم نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اسی طرح روایت کا ذکر کیا کہ یہ ابن عباس، ابن عمر و مجاہد و الشعبی اور قتادہ نے کہا بے شک یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ جب کہ ابوطالب پر کلمہ **لا الــہ الا اللہ** سرکار نے پیش کیا کہ وہ کہے تو ابوطالب نے صاف انکار کر دیا۔ تمام احادیث میں **ابــی** کا جملہ نقل ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔ یہ اکثر صحابہ اور تابعین کی روایت ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ ہے۔ ابوطالب مسلمان نہیں تھا۔

شرح مسلم الثبوت کی عبارت بھی پڑھئے، عبارت یوں ہے:

فان احادیث کفرہ شھیرۃ وقد نزل فی حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شان عمہ ابی طالب (انک لاتھدی من اجبت) القصص کما فی صحیح مسلم و سنن الترمذی وقد ثبت والخبر الصحیح عن الامام الباقر کرم اللہ وجھہ و وجوہ آبائہ الکرام ان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ورث طالبا و عقیلا اباھما ولم یورث علیا و جعفرا ۔
(فواتح الرحموت ج ۱ص ۱۲۳، رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۲۳ پر بھی ہے۔ ترجمہ کفر ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں، پھر اس کے ثبوت میں آیت اولی کا اترنا اور حدیث دہم کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترکہ نہ دلانا بیان فرمایا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اور ان ابائے کرام سے ثابت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر را۔ مجدالدین فیروزآبادی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں۔

چوں عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب بیمار شد باوجود آنکہ مشرک بود اورا عیادت فرمود و دعوت اسلام کرد ابوطالب قبول نہ کرد۔ صاحب روضۃ الاحباب کی عبارت یوں ہے: نیز اخبار موت ابوطالب بر کفر آوردہ۔ منقول از رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۳۵ طبع پاکستان امام قسطلانی نے کفر کی اقسام نقل کی ہیں۔ ایک کافر وہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے معترف ہو مگر اذعان نہ لائے جیسے ابوطالب سے مروی ہے۔

(رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۳۴)

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابو طالب لم یومن عند اھل السنت، اہل سنت کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں۔ (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۴۱، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ وایضا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مشائخ حدیث وعلمائے سنت بریں اند کہ ایمان ابو طالب ثبوت نہ پذیرفتہ، شرح سفر السعادت، ص ۲۴۹)

شرح مقاصد وشرح تحریر پھر ردالمختار حاشیہ درمختار باب المرتدین میں ہے۔

المصر علی عدم الاقرار مع مطالبة کافر وفاقا لکون ذلک من امارات عدم التصدیق ولھذا اطبقوا علی کفر ابی طالب ۔ ترجمہ: جس

سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے۔ اسی واسطے تمام علماء نے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔ (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۴۰) اسی صفحہ پر مولانا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ **اذا امر بها و امتنع و ابی عنها کابی طالب فهو کافر بالاجماع** یعنی یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے۔ ابوطالب کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے۔ **ابو طالب لم یؤمن عند اهل السنة** اہلِ سنت کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں، امام عبدالباقی زرقانی شرح المواہب ابن اسحاق نقل کرتے ہیں۔ **بهذا احتج الرافضة و من تبعهم علی اسلامه**
(رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۴۰)

اصابہ میں ہے: **ذکر جمع من الرافضة انه مات مسلما قال ابن عساکر فی صدر ترجمة قیل انه اسلام ولا یصح اسلامه** (رافضیوں کا گروہ کہتا ہے کہ ابوطالب مسلمان مرے یہ صحیح نہیں مذکورہ عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ ایمان ابوطالب رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **ابو طالب عمه ای عم النبی صلی الله علیه و آله وسلم و ابو علی مات کافرا ولم یومن به فقد ورد انه لما حضرا باطالب الوفاة جاء رسول الله صلی الله علیه وسلم فوجد عنده ابو جهل و اضرابه فقال صلی الله تعالی علیه و آله وسلم یاعم قل کلمة احاج لك بها عند الله فقال ابو جهل اترغب عن ملة عبدالمطلب و تکدر هذا کلام فی ذلك المقام حتی قال ابو طالب فی اخر المرام انا علی ملت ا بی عبدالمطلب و ابی ان یقول لا اله الا الله فقال صلی الله علیه وسلم**

واللہ لا ستغفرن لک مالم انه عنك فانزل الله تعالی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا ای بان ماتوا علی الکفر وانزل الله فی حق ابی طالب حین عرض رسول الله صلی الله تعالی علیه و آله وسلم الایمان علی ابی طالب حین موته فابی ورد اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (رواہ البخاری ومسلم شرح فقہ اکبر ص۱۳۲ طبع دہلی) ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابوطالب مولا علی رضی اللہ عنہ کا والد کفر پر مرا اور ایمان نہیں لایا۔ جب ابوطالب پر موت کا وقت آیا تو اس کے پاس ابوجہل بھی تھا تو اس نے کہا کہ تو ملت عبدالمطلب سے منہ پھیرتا ہے اور تکرار سے یہ کلام کیا۔ یہاں تک کہ ابوطالب مرنے کے قریب پہنچا تو ابوطالب نے کہا: میں ملت عبدالمطلب پر مرتا ہوں اور کلمہ پڑھنے سے انکار کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر کہا: میں اس وقت تک تیرے لئے بخشش مانگوں گا جب تک مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ممانعت نہ آ جائے تو یہ آیت مبارک ''مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا'' سورۃ توبہ اور سورۃ القصص کی آیت مبارک اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ نازل ہوئی۔ بخاری اور مسلم نے ان دونوں کو نقل کیا ہے۔

ابوطالب کے متعلق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ پڑھئے عبارت یوں ہے۔ابا طالب فانه ادرك البعثة ولم یومن وثبت (الحاوی للفتاویٰ ج۲ ص۲۰۳ طبع پاکستان) بے شک ابوطالب نے زمانہ بعثت پایا اور مسلمان نہ ہوا یہی ثابت ہے۔ (ج۲ ص۲۰۸ وایضاً) امام صاحب آگے نقل کرتے ہیں۔ والصحیح من تخفیف العذاب عنه بشفاعة ٹھیک بات یہی ہے کہ ابوطالب سے عذاب ہلکا کیا جائے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے۔

امام عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ ابا طالب لا ینجو (فانه ادرك البعثة ولم یومن وقد ثبت فی الصحیح

انـه اهون اهل النار عذابا (زرقانی شریف ج ا ص ۳۵۲، طبع بیروت) ترجمہ: ابوطالب نے زمانہ بعثت پایا مگر مسلمان نہ ہوا۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **قـال فـی بـاب قصة ابی طالب انه وقف علی جزء جمعه بعض اهل الرفض اکثـر فیـه من الاحادیث الواهیة الدالة علی اسلام ابی طالب و لا یثبت من ذٰلك شیئا** ۔ (زرقانی شریف ج ا ص ۳۶۲، طبع بیروت)

بعض روافض نے اکثر احادیث واہی جمع کی ہیں ابوطالب کے اسلام ثابت کرنے پر لیکن ان میں سے کوئی صحیح نہیں ہے۔ قصیدہ ابوطالب کے متعلق علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومـعـرفة ابی طالب بنبوته علیه السلام جاء ت کثیر من الاخبار) فـلاحـاجة الی اخذها من شعره هذا تـمسك بها الشیعة (زرقانی شریف ج ا ص ۳۶۱) ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کی معرفت میں ابوطالب کے بہت سے اخبار ہیں جو کہ شعروں میں ہیں۔ شعروں کو قبول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ شعروں سے شیعوں نے استدلال لیا ہے۔ معرفت نبوۃ کا جواب ہم ابن کثیر کی عبارت سے نقل کر آئے۔ جملہ نقل ہے۔ **یـحبُّـه حبـا شـدیدا طبیعا لاشرعیا' العاقل تکفیه الاشارة**

حدیث عباس کا رافضی سہارا لیتے ہیں۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں: **لِانّـه لـم یکنَ اسلم حینئذ فقال رسول الله صلی اللّٰہ علیه وسلم لم اسمع** آگے لکھتے ہیں: **من قول العباس لم یروه بلفظ انه اسلم عند الموت کا توهم وبهذا احتج الرافضة ومن تبعهم علی اسلامه** ۔ (زرقانی شریف ج ۲ ص ۴۵، حضرت عباس رضی اللہ عنہ والی روایت صحیح نہیں کیونکہ وہ اس وقت خود مسلمان نہ تھے اور سرکار نے فرمایا: میں نے نہیں سنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ سننا' اس

بات کی دلیل ہے کہ ابو طالب نے کلمہ نہیں پڑھا' جب کہ ابی کا لفظ کثیر احادیث سے ثابت ہے۔امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام قسطلانی نے مذکورہ روایت کا رد کیا ہے۔

ان الصحیح من الحدیث قد اثبت لابی طالب الوفاۃ علی الکفر،

(زرقانی ج۲ص۴۰باب وفاۃ خدیجہ وابو طالب۔بے شک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی' آگے انکار والی حدیث بخاری کی نقل ہے۔

محدث سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ پڑھئے: عبارت یوں نقل فرماتے ہیں۔

ان الصحیح من الاثر قد اثبت لابی طالب علی الکفر و اثبت نزول ھذہ الایۃ فیہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ ۔ (سیرت ابن ہشام علی الروض الانف ج۱ص۲۵۸باب وفاۃ ابی طالب)۔ترجمہ: بے شک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور اس کے حق میں آیت مبارک: "مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" نازل ہوئی۔قرآن کریم کی تین نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔نص قرآنی کے مقابل کسی بھی فرد کا قول باطل ہے۔ابو طالب کا کلمہ نہ پڑھنا بھی اکثر احادیث سے ثابت ہے اور فقہائے کرام علیہم الرضوان کی تصریحات معتبرہ سے ثابت ہے۔ہم نے مدلل و مثبت جواب لکھ دیا۔مقصود جواب ہے اوراق سیاہ کرنا نہیں۔ہم منشا تابش سے سوال کرتے ہیں نمبر۱: کہ ایمان ابو طالب کے متعلق کوئی نص قرآنی پیش کریں۔نمبر۲: ابو طالب نے ساری زندگی میں ایک بار بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر آپ کو بلایا ہو جتنے حوالے پیش کریں اتنے صد روپے انعام حاصل کریں۔نمبر۳: کسی حدیث یا فقہائے کرام علیہم الرضوان کی تصریحات سے ابو طالب کو سیدنا یا رضی اللہ لکھا دکھا دیں۔ہمارا وہی عقیدہ ہے جو صحابہ کرام و تابعین وائمہ اہل سنت علیہم الرضوان کا عقیدہ ہے۔مزید تحقیق کے لئے امام المناظرین صوفی محمد اللہ دتہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام

اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت کا رسالہ ایمان ابوطالب کے متعلق لکھا ہے' اس کو پڑھیں۔ صاحب کرمانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ پڑھئے' عبارت یوں ہے:

ابی طالب و کانت وفاته قبل الهجرة بقليل فيه انه لم يمت على ملة الاسلام (کرمانی ج ۷، ص ۱۳۶ از یر آیت ما کان للنبی الایة (طبع بیروت)

ابوطالب ہجرت سے تھوڑا عرصہ پہلے فوت ہوا اور ملت اسلام پر نہیں مرا۔

ایمان ابوطالب ص ۳۰ پر عبارت نقل ہے۔ ای لَا تُصَلِّ عَلَيْهِ نماز جنازہ مت پڑھنا۔ آگے خود ہی اقرار کرتا ہے کہ نماز جنازہ ہجرت کے ۹ ماہ بعد فرض ہوئی۔ **لاتصل عليه** کا جملہ نماز جنازہ پر دلالت نہیں کرتا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشش کی دعا مانگنے سے منع فرمایا تو معنی یہ ہوا کہ ابوطالب پر دعائے بخشش نہ کرنا کیونکہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ کفار کے لئے دعائے بخشش کرنی منع ہے۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی' لکھتا ہے کہ جو علماء اہل سنت ابوین کریمین کو مسلمان مانتے ہیں اور حضرت ابوطالب کو کافر خیال کرتے ہیں۔ بندہ کے نزدیک ان کا یہ فرق تعجب انگیز ہے۔ یعنی ابوین کریمین کا اسلام احادیث ضعیفہ سے ثابت کرتے ہیں اور حضرت ابوطالب کا ایمان احادیث صحیحہ ہونے کے باوجود تسلیم نہیں کرتے' اس فقیر نے غور کیا تو دو امر معلوم ہوتے ہیں۔

اول: حضرت ابوطالب کے ایمان پر دلائل سے ناواقف ہیں۔

دوم: جب انہوں نے ابوطالب پر کفر کا فتویٰ لگا دیا تو اس سے رجوع میں اپنی کسر شان سمجھے ہیں اور اپنے آپ کو خطا سے مبرا خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ ائمہ مجتہدین سے خطا کا بھی احتمال بلکہ بعض ائمہ کرام نے اپنے اقوال سے رجوع بھی کیا ہے۔ ایمان ابوطالب ص ۱۵۴۔ ہم تابش قصوری سے پوچھتے ہیں کہ ابوطالب پر کفر کا فتویٰ جنہوں نے لگایا ہے وہ حق بجانب ہیں کیونکہ انہوں نے آیات قرآنیہ پر عمل کیا ہے اور

جن ائمہ نے کفر ابو طالب سے رجوع کیا' ان کا نام پتہ کتاب معتبر کا حوالہ ندارد۔ معلوم ہوا کہ نقل کردہ عبارت قصوری کی خود ساختہ ہے جو تمام امت مسلمہ کے صریح خلاف ہے۔ آپ کے نزدیک ابو طالب مسلمان تھے تو کافر کہنے والے آپ کے نزدیک کس زمرے میں داخل ہوئے۔ نص قرآنی کے مقابل کسی کے قول کی کوئی حجت نہیں' وہ قول باطل قرار دیا جائے گا۔ اجماع قطعی ہو یا اجماع سکوتی ہو اس کے خلاف قول ضعیف باطل ہے۔ ایمان ابی طالب کا عقیدہ صرف روافض کا ہے۔ اہل سنت کا نہیں' اسی طرح روح المعانی سے ہم نے معروف مذہب اہل سنت کا ثابت کیا میں نہ مانوں کا کوئی علاج نہیں۔ نقل کے آگے عقل کی بات حجت نہیں ہے۔ ہم پھر اس اجہل انسان سے پوچھتے ہیں کہ ہم نے نص قرآنی سے ابو طالب کا کلمہ نہ پڑھنا ثابت کیا ہے۔ قصوری کو چاہئے کہ وہ ابو طالب کے ایمان کے بارے میں نص قرآنی پیش کرے۔ ''فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا'' وقت کی طوالت کے پیش نظر ہم خاتم المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ اور عقیدہ نقل کرتے ہیں۔ عبارت یوں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں میں سے بجز حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کوئی مسلمان نہ ہوا۔ ابو طالب و ابولہب نے زمانہ اسلام پایا' اسلام کی توفیق نہ پائی جمہور علماء کا مذہب یہی ہے۔ (مدارج النبوۃ اُردو ج ۲ ص ۸۴۲)

صاحب ہدایہ جو کہ اہل سنت و جماعت کی فقہ کی معتبر کتاب ہے اس کا حوالہ پڑھئے۔

ترک علیًا و جعفر مسلمین و عقیلا و طالبًا کافرین ۔ (فتح القدیر مع الکفایہ ج ۵ ص ۲۵۵) ابو طالب نے اپنے پیچھے مولا علی اور جعفر کو چھوڑا وہ دونوں مسلمان تھے۔ عقیل اور طالب دونوں کافر۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عبارت یوں ہے:

ولهذا اطبقوا على كفر ابی طالب ۔(ردالمحتار علی درالمختار ج۳ ص۳۱۰)

ابوطالب کے کفر پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے۔

حدیث صحیح مندرجہ ذیل ہے۔حدثنا محمد بن یحییٰ قال ثنا وهب بن جرير قال ثنا شعبة عن ابی اسحاق عن ناجية بن كعب عن علی رضی الله عنه قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان عمك قدمات قال اذهب فواره قلت انه مات شركا قال اذهب فواره فواريته ثم اتيت قال اذهب فاغتسل ۔ المنتقى لابن الجارود حديث ۵۵۰ المتوفى ۳۰۷ھ

امام ابن حجر صاحب فتح الباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حديث سعيد بن المسيب عن ابيه انه اخبر لما حضرت ابا طالب الوفاة نزلت "مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا" التوبة (فتح الباری ج۸ ص۳۴۱، ج۸، ص۵۰۶، ج۸ ص۵۰۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے متعلق یوں فرماتے ہیں:

والمراد تخفيف العذاب عنه كما جاء مبينا فی حديث آخر فان الشفاعة لابی طالب فی تخفيف العذاب

(فتح الباری شرح بخاری ج۳ ص۳۱۰ طبع بیروت)

محی السنۃ علاء الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زیر آیت ان الذين كفروا (البقرة)

کفر کی چار اقسام لکھ کر فرماتے ہیں: انهم لا يومنون كابی جهل و ابو طالب ۔(تفسیر الخازن علی المدارک ج۱ ص۲۵، لایدين به ككفر امية بن ابی الصلت و ابی طالب ۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ وصاحب مدارک نے بھی یہی لکھا ہے کہ ابوطالب کی

موت اسلام پر نہیں ہوئی۔ (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۳۳) ابو طالب کی تصدیق سرکار کا دین تمام دینوں سے بہتر ہے' کا جواب امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جیسے ابو طالب کا کفریہ شعر کہے واللہ میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام جہان کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت یا طعنے سے بچنا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کسی اہل دلی کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کر لیتا۔ (رسائل رضویہ ج ۳ ص ۴۳۴)، امام ابن حجر قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ دس چچوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اسلموا کلھم الا طالبا فمات کافرا والصحیح ان اباطالب وذکر جمع الرافضۃ انہ مات مسلما و تمسکوا باشعار و اخبار واھیۃ

(زرقانی شرح مواہب ج ۴ ص ۴۶۴، باب ذکر اعمامہ ج ۴ ص ۴۶۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام چچاؤں نے اسلام قبول کیا مگر ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور یہی عقیدہ صحیح ہے اور تمام رافضیوں نے کہا ہے کہ ابو طالب مسلمان مرا اور اشعار و اخبار واہیہ سے استدلال پکڑا' قصائد و اشعار اور تصدیق دین سے ایمان نہیں ثابت ہوتا۔ امام ابن حجر قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ ابو طالب کے اسلام کا عقیدہ روافض کا خود ساختہ ہے۔ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ابو طالب نے مرتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار کے باوجود کلمہ پڑھنے سے انکار کیا۔ تمام حدیث کی کتب میں لفظ ابیٰ مذکور ہے جو کہ اسلام کی نفی پر دال ہے۔ اعتبار خاتمہ کا ہے۔ "انما الاعمال بالخواتیم" جب ابو طالب کا مرنا کفر پر ثابت ہے۔ اس پر قرآن و حدیث دال ہیں۔ باقی قصے سنانا بے اصل ہیں۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں۔ قد کان ابو طالب یحوطہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وینصرہ و یحبہ حبا طبعیا لاشرعیا فسق القدفیہ واستھر علی کفرہ

وللہ الحجۃ السامیۃ ۔ (ارشادالساری)۔یعنی ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت سب کچھ کی، طبعی محبت بہت کچھ رکھی مگر شرعی محبت نہ تھی، آخر تقدیر الٰہی غالب آئی اور معاذ اللہ کفر پر وفات پائی اور اللہ ہی کے لئے حجت بلند ہے۔
(رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۴۷)

ابوطالب کے عذاب کے متعلق محدث دیلمی یوں فرماتے ہیں:

ابن عباس اھون اھل النار عذابا ابو طالب وھو منتعل بنعلین من نار تغلی منھما دماغہ (مسند الفردوس دیلمی ص ۳۷۰ حدیث ۱۴۹۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابوطالب کو عذاب جہنم ہو رہا ہے اور اس نے آگ کے جوڑے پہنے ہوئے جس سے اس کا دماغ ابل رہا ہے۔اس حدیث پاک سے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ ثابت ہوا کہ ابوطالب مسلمان نہیں، دو واسطوں سے استاد ہیں۔علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔عبارت یوں ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ ابوطالب نے بنو عبدالمطلب کو طلب کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور حمایت کی وصیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر حالت صحت ہوئی تو میں آپ کی بات ضرور تسلیم کر لیتا لیکن اب مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا، لوگ کہیں گے کہ موت کے ڈر سے مسلمان ہو گیا، جب آپ ابوطالب کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو مجلس سے اٹھ آئے اور قسم کھائی کہ جب تک مجھے ممانعت نہ ہوگی برابر آپ کے لئے استغفار کرتا رہوں گا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لیکن جب ابوطالب کی وفات ہوگئی، میں نے آپ کو اطلاع کی۔**ان عمك الشيخ الضال قدمات** ۔ آپ کا گمراہ بوڑھا چچا مر گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا: جاؤ ان کو غسل دو اور کفناؤ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وہ تو مشرک مرے ہیں۔فرمایا جاؤ میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے گا۔(روضۃ

الاحباب اُردو ص ٦٦) صحیحین میں ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کی ہر قسم کی حمایت کی اور قریش کا غصہ مول لیا آپ نے فرمایا: وہ بزم قسم کی آگ میں ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نیچے کے طبقہ میں ہوتے اور یہ بھی صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: **اهون الناس عذابا يوم القيامة ابو طالب له شرا كان من نار يغلى دماغه** (رواہ البخاری) کہتے ہیں کہ ابو طالب کی عمر اسی سال سے کچھ زیادہ ہوئی وفات ابو طالب کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت مبارکہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ (روضۃ الاحباب ص ٦٧) اس حدیث کو ابوداؤد و نسائی نے نقل کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جمہور امت کے ساتھ ہیں ابو طالب کا انتقال کفر پر ہوا۔ کتب سیرت میں موجود ہے کہ حمایت تو ابولہب نے بھی کی، منشاء تابش ابولہب کو بھی نعوذ باللہ رضی اللہ لکھ دیں۔ عقل ہوتی تو رافضی نہ بنتا۔ بخاری شریف میں حدیث ہے آپ کے میلاد کی خوشی کرنے سے تو ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوگئی۔ (سیرت خیر العباد ج ۱ ص ٣٦٦)

مذکورۃ الصدر حدیث کو بہت سارے محدثین کرام علیہم الرضوان سے صحیح سند سے نقل کیا ہے۔ **عن ابى سعيد بن المسيب بن حزن رضى الله عنهما**

(صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۱٦٤ طبع بیروت)

یہ حدیث نقل کر کے آگے یوں لکھتے ہیں کہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّكَ لَاتَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ دونوں آیات مبارکہ ابو طالب کے حق میں نازل ہوئیں۔

سند الفقہاء امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **ان عمك الشيخ الضال الحديث** پوری سند سے عن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ (طبقات ابن

سعد کتاب الصلوٰۃ ج، ص ۲۸۱، وایضاً مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۴۳، مسند امام احمد ص ۱۰۳، ص ۱۲۹، سنن البیہقی ص ۳۰۴ جلد ا ابوداؤد باب الغسل علی المیت، نصب الرایۃ لاحادیث الہدایہ ج ۲ ص ۲۸۰ طبع پاکستان علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھیے' عبارت مندرجہ ذیل ہے:

المراد ابوطالب واسمه عبد مناف و حنوته على النبى صلى الله تعالى عليه وسلم و محبة له امر شهور فى السير و كان يعظمه ويعرف نبوته ولكن لم لوفقه الله للسلام وفى الامتناع ان فيه حكمة خفية من الله لانه عظيم قريش لايمكن احدمنهم ان يتعدى على ما فى جواره فكان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فى بدعامره فى كنف حماية يذبهم عنه ماتقله بعضهم من ان الله احياء له صلى الله تعالى عليه وسلم فامن به كابويه واظنه من افتراء الشيعة

(نسیم الریاض شرح شفاج اص ۲۱۰، طبع بیروت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی حمایت ومحبت مشہور ہے اور تعظیم و معرفت نبوت معلوم مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی اور کتاب الامتناع میں فرمایا: ابوطالب کے مسلمان نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے۔ وہ سردار قریش تھے' کوئی ان کی پناہ پر تعدی نہ کرسکتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں ان کی حمایت میں تھے' وہ مخالفوں کو حضور سے دفع کرتے تھے' خود ایک شعر میں کہا: خدا کی قسم! تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر لٹا نہ دیا جاؤں' تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک ان کی پناہ کوئی چیز نہ رہتی' آخر ان کے انتقال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت فرمائی ہوئی۔

بعض لوگوں نے نقل کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کو زندہ کیا وہ ایمان

لائے اور یہ بات شیعوں کی خود ساختہ بہتان ہے۔اصابہ فی تمیز صحابہ کی عبارت پیش خدمت ہے۔

یعنی ابوطالب کے اشعار کا جواب یوں ہے۔محدثین کا مذہب دیکھئے۔

اما شهادة ابی طالب بتصديق النبی صلی الله تعالی عليه وسلم فالجواب عنه و عماورد من شعر ابی طالب فی ذلك انه نظير ما حكی الله تعالی عن كفار قريش و جحدوبها و ستيقنها انفسهم ظلما وعلوا فكان كفرهم عناد او منشوه من الانفة والكبر والی ذلك اشار ابوطالب بقوله لولا ان تعيرنی قريش ۔ (اصابہ ص ترجمہ) یعنی ابوطالب کے ان اشعار وغیرہا کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہ ظلم وتکبر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین رکھتے' تو یہ کفر عناد ہوا ان کی منشاء تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے۔خود ابوطالب نے اس یک طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے آتا (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۵۱) اب ابوطالب کے مرتے وقت وصیت کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں۔

منقول ہے **حكی عن هشام بن السائب الكلبی اوابيه قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جمع اليه وجوه قريش** ۔ہشام بن سائب کلبی کوفی یا اس کے باپ کلبی سے حکایت کی گئی کہ ابوطالب نے مرتے وقت سرداران قریش کو جمع کر کے وصیت کی۔ یہ دونوں باپ بیٹا رافضی شیعہ ہیں۔عندالمحدثین مطعون ہیں۔ (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۰۴، امام بخاری) امام یحییٰ بن معین امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے متروک کہا۔امام سفیان فرماتے ہیں مجھ سے کلبی نے کہا جتنی حدیثیں میں نے آپ کے سامنے ابوصالح سے روایت کی ہیں' وہ سب جھوٹ ہیں۔اسماء الرجال کی کتب میں دونوں باپ بیٹا کو کذاب لکھا ہے۔ہم منشاء قصوری سے پوچھتے ہیں کہ اہل حق کے

سامنے جھوٹی روایات پیش کرنے سے کیا فائدہ، جھوٹے پر تو خدا کی لعنت ہے۔ جس پر خدا لعنت بھیجے وہ حق پر نہیں ہو سکتا، اپنی آخرت کی فکر کریں، تحریراً جھوٹ بولنا چھوڑ دیں، ہمیشہ سچائی کام دیتی ہے۔

قطب ربانی سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ، عبارت پڑھئے۔

لما احتضر ابو طالب ودنا ان یخرج من الدنیا جاءہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھما بایمانہ و توحیدہ فقال لہ قل یا عم مرۃ لا الہ الا اللہ احاج لک عند ربی و اخرجک بھا عن زمرۃ المشرکین قال یا ابن اخی واللہ انی علمت انک لصادق فی جمیع ما جئت بہ لکن اکرہ ان یقال جزع ابو طالب عند الموت (تفسیر الجیلانی سورۃ القصص ۵۶ پ۲۰، ج۳ ص۷۵۴ طبع پاکستان) ترجمہ: ابو طالب جس وقت موت کے قریب ہوئے تو ان کے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے، ایمان اور توحید سے ابو طالب متھم تھا، تو آپ نے اس کو فرمایا: تو کہہ میرے چچا تو ایک مرتبہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دے، میں آپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھگڑوں گا اور میں تجھ کو مشرکین کے گروہ سے نکالوں گا۔ ابو طالب نے کہا: اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں بے شک آپ ضرور سچے ہیں اس تمام جو آپ لائے مگر میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں کہوں یعنی کلمہ پڑھوں موت سے گھبرا کر، اس روایت پر جرح کی جائے تو دفتر درکار ہے۔ روایت میں لفظ **قل** امر ہے اور زمرۃ المشرکین آگے یا ابن اخی کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں کہا آگے جملہ لصادق ہے۔ **ان محمدا لصادق** تو ابو جہل بھی کہتا تھا کیا وہ مسلمان ہوا عند الموت کا جملہ صاف بتا رہا ہے کہ ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کو نہیں مانا اکرہُ کا جملہ میں نہیں پڑھتا پر دال ہے۔ جب قل صیغہ امر کا انکار کیا تو اسلام چہ معنی دارد۔

آگے نقل ہے: انزل سبحانه هذه الاية تاديبا لحبيبه صلى الله عليه وسلم و ردعا عن طلب شيء لا يعرف حصوله (من احببت) واردت ايمانه ۔ جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی ایمان ابوطالب کے قائل ثابت نہ ہوئے۔ سرکار غوث پاک کی کسی کتاب سے "اسلم ابو طالب" دکھادیں، منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ چند حوالہ جات پڑھیے۔ ارشاد الساری باب نزول مکۃ، بنایہ شرح ہدایہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ، باب صلاۃ الجنائز مغنی المحتاج، شرح ابوداؤد باب الرجل يموت قرابة له مشرك، البدایہ لابن کثیر ذکر اعمام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ بجیرمی طامات ابوطالب) الضال دليل على موته كافرًا۔

ابن قیم جوزی المتوفی ۷۵۱ھ لکھتا ہے: وكان عقيل ورث ابا طالب ولم يرث على لتقدم اسلامه على موت ابيه، (زادالمعاد عربی ج ا ص ۹۳۵ طبع پاکستان)، عقیل ابوطالب کا وارث ہوا اور مولا علی رضی اللہ عنہ وارث نہ ہوئے۔ اس لئے علی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے پہلے اسلام لائے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ حدیث کی مکمل نقل کر کے آگے لکھا ہے۔ "مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا – وَاِنَّكَ لَاتَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ" یہ دونوں آیات ابوطالب کے حق میں نازل ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان لاستغفرن لك مالم انه عنك (کتاب الاسماء والصفات ص ۱۲۳ طبع بیروت) امام علی متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: من قال الكلمة التى راوت عمى عليها فردها جس آدمی نے وہ کلمہ کہا جو میں نے بار بار اپنے چچا پر پیش کیا تو انہوں نے مجھے لوٹا دیا۔ (کنز العمال اُردو ج ا ص ۶۷)

۴۰۶اعن ابى بكر قال قلت يا رسول الله مانجاه هذا الامر قال من قبل الكلمة التى عرضتها على عمى فردها فهى له نجاة

(کنز العمال اُردو ج ۱ص ۳۱۴)

حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملے کی نجات کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: وہ کلمہ جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا' اس نے انکار کر دیا۔ جس آدمی نے وہ کلمہ مجھ سے قبول کیا تو اس کے لئے نجات ہے۔

صفی الرحمٰن مبارک پوری لکھتا ہے۔ رجب ۱۰ھ میں ابوطالب کی وفات ہوئی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات صرف تین دن پہلے ماہ رمضان میں ہوئی۔ صحیح بخاری میں حضرت میسّب سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں ابوجہل بھی موجود تھا' آپ نے فرمایا: چچا جان آپ لا الٰہ الا اللہ کہہ دو' بس ایک کلمہ جس کے ذریعے میں اللہ کے پاس آپ کے لئے حجت پیش کر سکوں گا۔ ابوجہل عبداللہ بن امیہ نے کہا: ابوطالب کیا عبدالمطلب کی ملت سے رخ پھیر لو گے۔ پھر یہ دونوں ان سے بات کرتے رہے یہاں تک کہ آخری بات جو ابوطالب نے لوگوں سے کہی تھی کہ عبدالمطلب کی ملت پر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جب تک روکا نہ جاؤں گا آپ کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانَ اُولِيْ قُرْبٰى الایہ ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کے لئے درست نہیں کہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں' اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں' جب کہ ان پر واضح ہو چکا ہے کہ وہ لوگ جہنمی ہیں اور یہ آیت نازل ہوئی: ''اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ '' آپ جسے پسند کریں ہدایت نہیں دے سکتے۔ صحیح بخاری میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپ اپنے چچا کے کام آ سکے کیونکہ وہ

آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے لئے دوسروں پر بگڑتے اور ان سے لڑائی لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا: وہ جہنم کی ایک چھچھلی میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے گہرے گڑھے میں ہوتے۔ بخاری شریف عربی ج۱ص ۵۴۸ باب قصۃ ابی طالب۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چچا کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ممکن ہے قیامت کے دن انہیں میری شفاعت فائدہ پہنچا دے اور انہیں جہنم کی ایک گہری جگہ میں رکھ دیا جائے کہ آگ صرف ان کے دونوں ٹخنوں تک پہنچ سکے۔ (بخاری شریف ج۱ص ۵۴۸)

ابوطالب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا صلہ جو ملا وہ ملاحظہ فرمائیں، عبارت یوں ہے: (والدرك) وفيه تصريح بتفاوت عذاب اهل النار فان قلت اعمال الكفر هباء منشورا لا فائدة فيها قلت هذا النفع هو من بركة رسول الله صلى الله عليه وسلم وخصائصه

(کرمانی شرح بخاری جز ۱۵،ص ۷۹ طبع بیروت حدیث ۳۶۶۳)

(الدرک) میں صاف ظاہر ہے کہ اہل نار کے عذاب میں فرق ہے اگر تو کہے اعمال کفر سے عمل نیک ہباءً منشورا ہوتے ہیں اس میں کوئی فائدہ نہیں، تو میں کہتا ہوں، یہ اس کو نفع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہے اور آپ کے خصائص میں شامل ہے۔

حوالہ تفسیر کبیر کا عبارت یوں ہے: هذه الاية فى ظاهرها على كفر ابى طالب ثم قال الزجاج اجمع المسلمون على انها نزلت فى ابى طالب ۔ (تفسیر کبیر) منشاء تابش کو اتنا بھی شعور نہیں کہ متکلم کلام کرنے کے بعد اپنے کلام کے خلاف خود ہی لکھ دے تو وہ بات ماقبل والی حجت ہی نہیں رہتی، عقل ہوتی تو رافضی

نہ بنتے ۔ لیجئے تابش قصوری کی کذب بیانی کا پول ہم کھولتے ہیں ۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **اشھد لک بھا عند اللہ تعالیٰ قال یا ابن اخی قد علمت انک صادق ولکنی اکرہ** (تفسیر کبیر ج۶ ص ۶۱۸) میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں گواہی دوں گا تو کلمہ پڑھ لے، تو ابو طالب نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! بے شک میں جانتا ہوں کہ تو سچا ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ یہ موت سے ڈر گیا۔ ہم نے عبارت اختصار کے ساتھ نقل کی ہے۔ اس روایت میں اکرہُ کا جملہ قصوری کو منہ چڑا رہا ہے۔ ابو طالب نے کلمہ پڑھا نہیں تو اسلام چہ معنی دارد مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھئے۔ عبارت یوں ہے: زیر آیت **فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ** (پ البقرہ آیت نمبر ۸۶) کے تحت لکھتے ہیں

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کے سرداروں کا عذاب کبھی ہلکا نہ ہوگا اگرچہ بعض ماتحت کفار کا عذاب کسی وجہ سے ہلکا ہو جائے۔ جیسے ابو طالب کا عذاب اس لئے ہلکا ہے کہ انہوں نے حضور کی خدمت کی۔ نور العرفان حاشیۃ القرآن ص ۲۰

مفتی صاحب کی نقل کردہ عبارت سے ثابت ہو گیا کہ ابو طالب کافر ہے۔ تابش کی نقل کردہ **لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ الایۃ** کا ترجمہ جواب ہم قرآن کریم کی آیت مبارکہ سے نقل کرتے ہیں: **وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا** (پ ۱۹ الفرقان آیت نمبر ۲۴ حاشیہ نمبر ۹ پر لکھتے ہیں۔ بعض کفار کی بعض نیکیوں کی وجہ سے عذاب ہلکا ضرور ہوگا جیسے ابو طالب حضور کی خدمت کی وجہ سے جہنم سے باہر معذب ہوں گے۔ مذکور عبارت میں حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نے ابو طالب کو کفار میں شمار کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فیصلہ پڑھئے، **مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** برائے شرک آرندگان وگفتہ اند پیغمبر با ابو طالب در مرض موت تفسیر حسینی فارسی ترجمہ ص

۴۳۵ آگے لکھتے ہیں زیر آیت: اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ (القصص آیت نمبر ۵۶ تفسیر حسینی فارسی ص ۸۷۶) آورندہ اند کہ آنحضرت بر ایمان عم خود ابو طالب بغایت حریص بود بوقت وفات حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابو طالب و ابولہب یکساں نہیں۔ (تفسیر نعیمی پارہ ۱۰ توبہ ص ۵۲۳، پ ۱۰ ص ۴۱۳) یہی کافر کی امداد ہے۔ کما ذکر ابو طالب (البقرہ آیت ۸۶ تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۴۹۶، مغنی المحتاج باب الصلوۃ الجنائز ج ۲ ص ۱۴۸، حاشیہ بجیرمی لسامات ابو طالب یغسل ویکفن) شارح آگے لکھتا ہے: الضال دلیل علی موته کافرا۔ (بجیرمی ج ۱ ص ۴۷۵، الدرایہ ان عمك الشیخ کافر (ص ۲۳۶، البدایہ والنہایہ لابن کثیر جز ۱۰ ص ۹۱، فتح الباری) ان ابا طالب کافر۔

(زاد المعاد ابن قیم ج ۱ ص ۷۰، مغنی المحتاج حدیث موت ابو طالب ج ۱ ص ۳۵۹)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عن علی رضی الله عنه قال لما توفی ابو طالب اتیت النبی صلی الله علیه وسلم فقلتُ ان عمّك الشیخ قدمات۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۳ وایضا) عن علی رضی الله عنه انه اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ان ابا طالب مات فقال له النبی صلی الله علیه وسلم اذهب فواره فقال انه مات مشرکا فقال اذهب فواره (مسند احمد ج ۱ ص ۹۷) ترجمہ: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے عرض کیا بے شک ابو طالب فوت ہو گیا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' تو جا کر اسے دبا دے۔ تو مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی بے شک وہ مشرک فوت ہوا تو آپ نے فرمایا تو جا اسے دبا دے۔ خط کشیدہ عبارت میں اِنَّ حرف تحقیق ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابو طالب کے مشرک ہونے میں شک نہیں اور مَاتَ مُشْرِکًا کا جملہ صاف اس پر دلالت کرتا ہے۔ ابو طالب کے متعلق وہی عقیدہ ہے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور

امت مسلمہ کا ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی ہم جیسا ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔ تابش قصوری اپنی تحقیق کو اعلیٰ حضرت سے بالاتر سمجھتا ہے۔

محدث ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **عن علی قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ان عمك الشیخ الضال مات قال اذهب فواره الوفا** (ج ا ص ۲۰۸ حدیث) **عن محمد بن کعب القرظی قال بلغنی انه اشتکی ابو طالب شکواه الذی قبض فیه قالت قریش یا ابا طالب ارسل الی ابن اخیك فیرسل الیك من هذه الجنة یذکر بشیء ویکون لك شفاء قال فخرج الرسول حتی وجد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و ابوبکر معه جالس فقال یا محمد عمك یقول لك یا ابن اخی انی کبیر ضعیف سقیم فارسل الی من جنتك هذه التی تذکر من طعامها و شرابها بشیء یکون لی فیه شفاء قال ابوبکر ان اللہ حرمها علی الکافرین۔** (الوفا ص ۲۰۹) پر اکثر احادیث ابو طالب کے کفر کے متعلق مذکور ہیں۔

ترجمہ: محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ جب ابو طالب مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو قریش عیادت کے لئے آئے اور مزاج پرسی کے بعد کہا آپ اپنے برادرزادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیے کہ وہ جنت سے آپ کے لئے طعام دینے کی چیزیں منگائیں، تاکہ آپ صحت یاب ہو جائیں، ابو طالب نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ جا کر کہے، فرستادہ نے جا کر کہا اور آپ نے اس پر سکوت اختیار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا کافروں پر جنت کا طعام و شراب حرام ہے۔ پورا متن روضۃ الاحباب مترجم ص ۶۵ پر نقل ہے۔
مذکورہ روایت سے واضح ہو گیا کہ افضل الصحابہ خلیفہ اول یار غار سیّدنا ابوبکر الصدیق

رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہیں)

بایں الفاظ متقارب ہے عن ابی صالح قال لما ابو طالب، تفسیر ابن کثیر عربی ص ۲۱۹ اعراف آیت نمبر ۵۰ پ ۹ زیر آیت اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکَافِرِیْنَ ۔

تفسیر الدار المنثور عربی ج ۳ ص ۹ زیر آیت: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکَافِرِیْنَ ۔ عن ابی صالح لما مرض ابوطالب و عن سعید بن المسیب و مات فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا ستغفرن لك مالم انه عنك ۔ (الوفا محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۲۰۷ طبع پاکستان، بایں الفاظ متقارب، الاستیعاب ج ۱ ص ۱۳، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۳۴۳، عن سعید وھو کافر سیرۃ ابن کثیر ص ۱۷۲، فصل فی وفاۃ ابی طالب طبع بیروت، سبل السلام ج ۱ ص ۱۷۰، سنن الکبریٰ نسائی ج ۱۰ ص ۲۱۰، السیر النبلا، ج ۱ ص ۱۸۹، مختصر تاریخ دمشق جز ۲۹ ص ۳۱، معرفۃ الاصحاب لابن نعیم ج ۵ ص ۲۵۹۸، المنتظم ابن جوزی ج ۸ ص ۳، منہاج السنۃ ج ۴ ص ۳۵۴، اقتضاء الصراط لابن تیمیہ ص ۱۸۲، مجموع الفتاویٰ ج ۱۵ ص ۱۹۲، المحلی بالاثار ابن حزم ج ۱۱ ص ۲۱۰، الاحکام الکبریٰ ابن الخیرات ج ۲ ص ۴۸۴، صحیح وضعیف البانی ج ۵ ص ۱۷۹، ہذا حدیث صحیح جمع الجوامع للسیوطی جز ۲۲ ص ۴۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۱۰۲ او جلد سوم)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ والی حدیث ابوطالب کے متعلق احمد بن عبداللہ طبری فرماتے ہیں۔ ۳۲ او عن محمد بن کعب القرظی قال بلغنی انه لما اشتکی ابو طالب شکواہ التی قبض فیھا قالت قریش ارسل الی ابن اخیك یرسل الیك من ھذہ الجنة التی ذکرھا ما یکون لك شفاء فخرج رسول حتی وجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر جالس معه فقال یا محمد ان عمك یقول لك کبیر ضعیف سقیم فارسل الی من جنتك ھذہ التی تذکر من طعامھا و شرابھا شیئا یکون لی فیه شفاء فقال ابوبکر اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکَافِرِیْنَ ۔ (الریاض النضرۃ

ص ۱۳۷، الفصل التاسع فی خصائصہ، طبع بیروت) ترجمہ ہم اس حدیث کا قبل کر آئے ہیں۔

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب رسالہ اعلیٰ حضرت پر علمائے حق اہل سنت و جماعت کی تصدیقات نقل ہیں۔

(۱) اختر شاہجہان پوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۷۵ء

(۲) سیّد ابوالبرکات سیّد احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی حزب الاحناف

(۳) عبد المصطفیٰ ازہری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کراچی۔

(۴) شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حاجی ابوداؤد محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ

(۶) مفسر قرآن و شیخ الحدیث محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور

اویسی صاحب نے کشف المحجوب کا فارسی حوالہ دیا کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔ (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۸۱)

(۷) محمد مختار احمد دار العلوم قادریہ رضویہ لائل پور

(۸) محمد ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) شیخ الحدیث ابوسعید محمد امین رحمۃ اللہ علیہ لائل پور

(۱۰) الفقیر محمد احسان الحق قادری رضوی لائل پور

(۱۱) شیخ الجامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور مفتی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نعیمیہ لاہور

(۱۳) مفتی گل احمد خان عتیقی صاحب

(۱۴) پاسبان مسلک رضا مفتی محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل

(۱۵) مولانا محمد شمس الزماں خادم غوث العلوم سمن آباد لاہور

(۱۶) استاد العلماء والمدرسین شیخ الحدیث سیّد جلال الدین بھکھی شریف گجرات

(۱۷) سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ اس رسالہ پر جید اولیائے کرام علیہم الرضوان کی تصدیقات ہیں۔ ہم تابش قصوری سے پوچھتے ہیں کہ جن علماء حق کی تصدیقات رسالہ پر ہیں وہ بھی ابوطالب کو سبّ کرتے' تو مولا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جملہ شیخ الضال بھی سب پر دال ہے۔انا مدینة العلم وعلی بابها کی شان رکھنے والے صحابی واہل بیت کا عقیدہ ہے کہ ابوطالب کا انتقال کفر پر ہوا جناب آپ کے نزدیک مولا علی رضی اللہ عنہ کس زمرے میں داخل ہوئے۔ عقل ہوتی تو رافضی نہ بنتے۔ یہ گواہی گھر کی ہے۔

بجاہ سیّد المرسلین ۲۰۱۸۔۱۷۔ابروز بدھ

الشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی کا عقیدہ پڑھئے عبارت یوں ہے:

اقول صح فی ابی طالب انه من اهل النار ۔ وله اهون اهل النار عذابا لنصرته رسول الله صلی الله علیه وسلم و دفاعه محمد رسول الله (ج ا ص ۱۲۳)

روی مسلم فی صحیحه عن العباس بن عبدالمطلب انه قال یا رسول الله هل نفعت ابا طالب بشیء فانه کان یحوطك و یغضب لك قال نعم هو فی ضحضاح من نار ولو انا لکان فی للدرك الاسفل من النار مسلم شریف ص ۱۹۵ و ایضًا و روی عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان ادنی اهل النار عذابا ینتعل بنعلین من نار یغلی دماغه من حرارة نعلیه (مسلم شریف ص ۱۹۴)

فاذا کان ابو طالب اهون و ادنی اهل النار عذابا وقد بلغة الدعوة وعاش اکثر من عشرسین فی ظل الدعوة و دعاه رسول الله صلی الله علیه وسلم لیقول کلمة التوحید حین لفظ آخر انفاسه فعلم یفعل ۔

محمد رسول اللہ (ج ا ص ۱۲۳)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ ابو طالب اہل نار سے ہے اور اس پر عذاب کی تخفیف ہوگی۔ اس لئے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد اور دفاع بھی کیا تھا۔

مسلم شریف میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ابو طالب کو کوئی آپ سے فائدہ ہوگا؟ اس نے آپ کی مدد کی اور آپ کی خاطر لوگوں سے غصے ہوا تو آپ نے فرمایا: ہاں! وہ جہنم کے طبقے میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے درجے میں ہوتا۔ مذکورہ حدیث مبارکہ حدیث مرفوع ہے، سنداً صحیح ہے، صحیح حدیث کے مقابل کسی کا قول معتبر نہیں ہوتا بلکہ باطل ہوتا ہے، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔

ابو طالب اہل نار ہے، اس پر عذاب ہلکا ہوگا اور بے شک اس کو دعوت حق پہنچی اور وہ دعوت کے بعد کافی عرصہ زندہ رہا، اس پر کلمہ پیش کیا گیا لیکن اس نے کلمہ نہیں پڑھا: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (توبہ آیت نمبر ۱۱۳) کا شان نزول پڑھئے۔

عن الزهری عن سعيد بن المسيب عن ابيه قال لما حضر ابا طالب الوفاة دخل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده ابو جهل وعبدالله بن ابی امية يا ابا طالب اترغب عن ملة عبدالمطلب فم يزالايكلمانه حتى قال آخر شيء كلمهم به على ملة عبدالمطلب فقال النبی صلى الله عليه وسلم لا ستغفرن لك مالم انه عنه فنزلت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ (جامع اسباب النزول (ص ۱۸۴) قرآن مجید کی آیات مبارکہ سے ثابت ہو گیا کہ ابو طالب نے باوجود دعوت کلمہ کے، کلمہ نہیں پڑھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوۃ سے تمام ادیان

منسوخ ہو گئے' اب مسلمان وہی ہے جو صدق دل اور زبان سے کلمہ ''**لا الـــہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' پڑھے ورنہ مسلمان نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان مندرجہ ذیل ہے۔**عـن ابـی هـريـرة رضـی اللہ عـنـہ قـال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم والذی نفس مـحـمـد بیـده لا یسمع بی احد من هٰذه الامة یهودی ولا نصرانی ثم یـمـوت ولـم یـؤمـن بالذی ارسلت به الا کان من اصحاب النار** (مشکوٰۃ شریف عربی ص ۱۲ کتاب الایمان) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امت کا جو یہودی اور نصرانی میری رسالت کی آواز سنے اور وہ اس حالت میں مر جائے کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں یعنی قرآن تو وہ دوزخی ہے۔اس سے معلوم ہوا جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے وہ امت اجابت یعنی مسلمان ہے اور جنہوں نے آپ کی رسالت کو تسلیم نہیں کیا یعنی کلمہ نہیں پڑھا وہ امت دعوت اور دوزخی ہیں۔ ہم نے مسلم شریف کی روایت نقل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ جب اقرار کلمہ نہ ہو اس وقت تک کسی قسم کی ہمدردی شریعت کے منافی ہے جو کہ ابو طالب نے کی۔

عن سعید والی حدیث متعدد کتب میں مرقوم ہے۔ مشکل الاثار، صحیح ابن حبان، معجم الکبیر، فتح الباری، مسند الشامین، مستدرک للحاکم، شرح السنۃ امام بغوی، شرح ابن بطال، مرقاۃ کتاب الایمان، البدایہ لابن کثیر عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

امام ابی بکر احمد بن علی رازی حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۷۰ھ کا عقیدہ پیش خدمت ہے۔**اهـل السـنـت والـجـمـاعـت فـمـن خاف یکون دهریا و فلاسفیا،** (شرح بدالامالی ص ۳۵۲)

دوسری جگہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، عبارت یوں ہے:

قال الکافرو المنافق من اهل النار خالدا ابدا والمومن من اهل الجنة خالدا ابدا ولو کان عاصیا الا انه کان مطعیا او تابا یدخل الجنة بلا عذاب (شرح بدالامالی ص ۷۳)

فرمایا: کہ کافر اور منافق ہمیشہ دوزخی ہیں اور مومن ہمیشہ جنتی ہیں۔
اگرچہ گنہگار توبہ کرنے والا مطیع ہو بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوگا۔
ابوطالب کو کسی بھی محدث نے صحابی نہیں مانا۔ اس لئے اس نے کلمہ نہیں پڑھا، وہ امت دعوت میں شمار ہوتا ہے۔

خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی یہی ہے
پھر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ابوطالب نے جو کچھ ممکن تھا کیا لیکن چونکہ ان کی قسمت میں اسلام نہ تھا اس لئے اس نعمت سے محروم رہا۔ افضل الفوائد اُردو ص ۷۳۔

ایمان کی تعریف فقہاء کرام کی زبانی سنئے۔

قال ابو حنیفة فی الفقه الاکبر والایمان هو الاقرار والتصدیق تحقیقه ان الایمان مع الاسلام شیء واحد ۔

(فتاویٰ تمرتاشی ج ۲ ص ۳۶۷ طبع پاکستان)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان اقرار تصدیق کو کہتے ہیں بے شک ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے۔ شرح بدء الامالی کی عبارت سے واضح ہوگیا کہ جو مذہب اہل سنت و جماعت کا مخالف ہو، وہ دہریہ یا فلاسفی ہے۔ اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔

تابش قصوری کی بددیانتی ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ عبدالرحمٰن صفوری المتوفی ۹ ھ فرماتے ہیں۔ **کان له صلی الله علیه وسلم اثنا عشر عما ادرک الاسلام**

منهم اربعة ابو طالب مات كافرا و حمزة اسلم والعباس اسلم و ابو لهب مات كافرا

(نزہۃ المجالس ج ۲ص ۲۴۹ عربی واُردو ج ۲ص ۶۷ ۴طبع مصر باب مناقب حمزۃ رضی اللہ عنہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے۔ ان میں سے چار مسلمان ہوئے۔ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔ حمزہ وعباس رضی اللہ عنہما اسلام لائے۔ لکھتا ہے کہ مرسل حدیث حجت نہیں ہوتی۔ اس جاہل انسان کو اتنا بھی شعور نہیں۔ امام علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **والمرسل حجة عند الجمهور اذا صح اسناده** موضوعات الکبری ص ۸۰ او ایضًا محدث یحییٰ بن معین فرماتے ہیں۔ **سمعت يحيى يقول مرسلات سعيد بن مسيب احسن من مرسلات الحسن،** (تاریخ یحییٰ بن معین ج ۱ص ۱۵۴، اشعۃ اللمعات فارسی مقدمہ ج ۱ص ۶)

ترجمہ: مرسل حدیث عندالجمہور حجت ہے۔ یحییٰ بن معین سے میں نے سنا کہ سعید بن میتب کی مرسلات امام حسن بصری سے زیادہ ہیں۔ علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ظفر الامانی ص ۳۴۸ **ولذا انص الشافعي على قبول مراسل سعيد بن المسيب** ۔ آگے لکھتے ہیں: **بل كل مرسل وجدت فيه الشروط فهو محتج به عند الشافعي** ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ مرسل حدیث حجت ہے جس کی اسناد صحیح ہوں۔ امام الفقہاء صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اذا مات الكافر وله ولى مسلم فانه يغسله ويكفنه ويدفنه بذلك امر على فى حق ابيه ابى طالب

(ہدایہ اولین کتاب الجنائز فصل الصلوٰۃ علی المیت ج ۱ص ۱۴۰ ہدایہ)

ترجمہ: جب کافر مر جائے تو اس کا ولی مسلمان ہو تو ولی اس کو غسل دے کفن

پہنائے اور دفن کر دے یہ حکم علی رضی اللہ عنہ کو سرکار نے دیا۔امام صاحب کی تصریح سے واضح ہو گیا کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اخبرنا عبیداللہ بن سعید قال حدثنا یحییٰ عن سفیان قال حدثنی ابو اسحاق عن ناجیة ابن کعب عن علی قال قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عمك الضال قدمات فمن یواریه قال اذهب فوار اباك ولاتحدثن حدثا حتی تاتینی فواریته ثم جئت فامرنی فاغسلت ودعالی وذکر دعاء الم احفظ

(نسائی شریف عربی ج ا ص ۲۸۳، باب موارۃ المشرک اُردو ج ا ص ۶۵۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا۔اب کون اس کو دبائے گا۔آپ نے فرمایا جا اور اپنے باپ کو دبا کر آ اور کوئی نئی بات نہ کر' جب تک میرے پاس لوٹ کر نہ آنا۔ میں گیا اور اس کو زمین میں دفن کر آیا پھر لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے مجھے حکم دیا غسل کرنے کا میں نے غسل کیا' آپ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

امام ابو یوسف صالی شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: المتوفی ۹۴۲ھ

وروی الشیخان عن المسیب بن حزن رضی اللہ عنه قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جاء رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فوجده عنده ابا جهل وعبداللہ بن المغیرة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا عم قل لا اله الا اللہ کلمة اشهد وفی لفظ احاج لك بها عند اللہ فقال ابوجهل و عبداللہ بن امیة یا ابا طالب اترغب عن ملة عبدالمطلب فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرضها علیه

يعودان لتلك المقالة حتى قال ابو طالب آخر ما كلمهم هُوَ على ملة عبدالمطلب و ابى ان يقول لا اله الا الله بعد ذلك مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ (التوبہ ۱۱۳، سبل الہدیٰ ج۲ ص ۴۲۹ طبع بیروت) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے ہم کر آئے ہیں۔ یہ حدیث بخاری ج۲ ص ۱۹۹ پر ہے)

وايضاً عن العباس رضى الله عنه قال قلت يا رسول الله ان ابا طالب كان يحوطك وينصرك و يغضب لك فهل ينفعه ذلك قال نعم وجدته فى غمرات من النار فاخرجته الى ضحضاح منها .

(سبل الہدیٰ والرشاد ج۲ ص ۴۳۰، بخاری شریف)

وايضًا و روى البخارى عن ابى سعيد رضى الله عنه انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وذكر عنده عمه فقال لعلّه تنفعه شفاعتى يوم القيامة فيجعل فى ضحضاح من النار يبلغ كعبيه يغلى منه دماغه

رواه الشيخان و ابن اسحاق عن النعمان بن البشير رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان اهون اهل النار عذابا يوم القيامة لرجل يوضع فى اخمص قدميه خمرة .

وروى مسلم عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اهون اهل النار و عذابا ابو طالب وهو منتعل بنعلين و انه لاهونهم وهذه الاحاديث الصحيحة تبين بطلان ما نقل عن العباس انه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم يا بن اخى لقد قال اخى الكلمة التى امرته ان يقول

وقال الحافظ لو كان ابو طالب قال كلمة التوحيد مانهى الله

تعالی نبیه عن الاستغفار (سبل الھدیٰ ج ۲ ص ۴۳۱) مذکورہ حدیث کا ترجمہ ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں۔

اور حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کلمہ توحید ابو طالب نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائے بخشش مانگنے سے منع کیوں کیا۔ ثابت ہوا کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت پر حدیث صحیح دلالت کرتی ہے کہ ابو طالب نے کلمہ کہا نہیں۔ **وروی عبدالرزاق والفریابی والحاکم صححه عن ابن عباس رضی اللہ عنهما فی قوله تعالیٰ: وهم ینهون عنه وینأون وان یهلکون الا انفسهم** (انعام ۲۶)

نزلت فی ابی طالب (سبل الھدیٰ ج ۲ ص ۴۳۱)

ترجمہ: اور وہ اس سے روکتے اور اس سے دور بھاگتے ہیں اور ہلاک نہیں کرتے مگر اپنی جانیں اور انہیں شعور نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضور کے چچا ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین کو تو حضور کی ایذا رسانی سے روکتے تھے اور خود ایمان لانے سے بچتے تھے۔

مترجم قرآن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ (کنز الایمان نمبر ۶۱ ص ۲۱۰)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اسی آیت کے متعلق فرماتے ہیں۔ زیر آیت ''**وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ**'' **یمنعون عنه ویتباعدون ویقال هو ابو طالب کان ینهی الناس عن اذی النبی صلی اللہ علیه وسلم ولا یتابعه**

(تفسیر ابن عباس عربی ص ۱۳۰)

مفسر قرآن امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بعینہٖ نقل ہے۔ ص ۱۳۰ طبع بیروت

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بھی یوں ہی فرماتے ہیں۔
(روح المعانی جز ۷ ص ۱۲۷ طبع پاکستان)

مفسر قرآن علامہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۰ تفسیر الخازن علی المدارک

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زیر آیت **قال ابن عباس نزلت الایة فی ابی طالب**
(تفسیر مظہری عربی ج ص ۲۲۸)

مفسر قرآن حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں **(القول الثانی) رواہ سفیان الثوری عن حبیب بن ابی ثابت عمن سمع ابن عباس یقول فی قولہ (وَهُمْ يَنْئَوْنَ عَنْهُ قال نزلت فی ابی طالب** (تفسیر ابن کثیر عربی ج ا ص ۱۲۷)

امام علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **وینئون عنہ بعدم الایمان بہ کابی طالب** (تفسیر انوار القرآن ج ۲ ص ۱۶)

سیدنا امامنا حافظ الحدیث مفسر قرآن امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زیر آیت: **اخرج الفریابی و عبدالرزاق و سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر ابن المنذر و ابن ابی حاتم والطبرانی و ابو الشیخ ابن مردویہ بہ والحاکم و صححہ والبیہقی فی الدلائل عن ابن عباس وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ قال نزلت فی ابی طالب**
(در منثور ج ۳ ص ۸)

محدث ابو یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وروی الامام احمد و ابوداؤد والنسائی و ابن خزیمہ فی صحیحہ عن علی رضی اللہ عنہ قال لمامات ابوطالب اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ مات عمك الضال فی لفظ ان

ابا طالب مات فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذھب فواره فلما ورایتهُ جئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اغتسل (سبل الہدیٰ ج ۲ ص ۴۳۱) مذکورہ حدیث مبارک کا ترجمہ ہم پیچھے کر آئے ہیں۔

(سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۵۶ طبع بیروت، فیض القدیر ج ۳ ص ۸۹، مات کافرا، ارشاد الساری شرح بخاری ج ۱۳ ص ۶۵۴، ج ۱۳، ص ۶۵۲، طبع بیروت باب قصة ابی طالب آیت مبارک: اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ ۔ (القصص ۵۶) زیر آیت: الذی نزل فی ابی طالب) واللہ لاستغفرن لك مالم ۔ اُنه (تفسیر الخازن علی المعالم، قوله انك لا تهدی (ج ۳ ص ۱۵۳ طبع پاکستان)

عبارت ان اهون اهل النار عذا بایعنی ابا طالب (ترغیب الترہیب منذری ج ۴ ص ۴۸۷، فتاویٰ الاظہر، ج ۸ ص ۱۰۴، طیبی شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ ص ۲۷۸، مرقاۃ باب صفۃ النار ج ۹ ص ۶۳۹)

عبارت عن نعمان بن بشیر: ان اهون اهل النار وعن ابن عباس رضی اللہ عنهما (حدیث نمبر ۵۶۶۹)

مذکورہ حدیث کی شرح امام علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اهون اهل النار عذابا ای من الکفار ابو طالب لقوله تعالی فی حقه باتفاق المفسرین وایضا الفاظ متقاربه ۔ اهون اهل النار عذابا ابو طالب وهو منتعل بنعلین یغلی منهما دماغه ۔ کتاب الفتن باب صفة النار و اهلها (مرقاۃ ج ۹ ص ۶۴۰ و سیرۃ حلبیہ ج ۱ ص ۱۵۵ تا ۱۵۶ طبع بیروت)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت وینؤن عنه قال ابن عباس نزلت فی ابی طالب عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینهی المشرکین عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویمنعه منهم ویناییٔ هو نفسه عن الایمان

(تفسیر الخازن علی المعالم ج ۲ ص ۱۲۷ طبع بیروت)

خط کشیدہ عبارت پڑھیں کہ کفار کو ایذا دینے سے منع کرتے اور بذات خود ایمان نہ لاتے۔ امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زیر آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (تاویلات اہل سنت ج ۲ ص ۴۵۱)

امام ابی بکر احمد بن علی خطیب بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ فرماتے ہیں:

شفعت فی هولاء النفرفی ابی وعمی ابی طالب واخی من الرضاعة یعنی ابن السعدیة لیکونوا من بعد البعث هباء . هذا ان الحدیثان باطلان . اس حدیث کے تمام راوی کوئی ضعیف ہے کوئی منکر روایتیں نقل کرتا ہے کوئی مجہول ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۳ ص ۸۷)

ابوطالب کو دوبارہ زندہ کر کے کلمہ پڑھانے والی تمام روایات منکر ہیں۔

سورۂ انعام آیت ۲۶: **وینؤن عنه** کے تحت مفسرین اہل سنت کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔

وینهون عنه کے تحت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں عبارت یوں ہے:

وقال عطاء و قتادة نزلت فی ابی طالب . (تفسیر کبیر جز ۱۲، ص ۱۸۹، تفسیر بیضاوی فلا یومنون به کابی طالب بیضاوی ص ۱۷۲، الصاوی علی الجلالین جز ۲ ص ۹، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آنھ احادیث متعدد طرق سے مروی ھیں . عن ابن عباس، حبیب بن ابی ثابت فزلت فی ابی طالب تفسیر جامع البیان ج ۵ ص ۲۱۹ تفسیر فتح البیان نواب صدیق الحسن ج ۲ ص ۳۰۱) قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوگیا کہ اہل سنت کا اجماع ہے کہ ابوطالب ایمان نہیں لایا۔ ایمان ابوطالب روافض کا ہے۔

الحدیث رواه البخاری و مسلم وغیرهما محصل هذا ان النبی صلی الله علیه وسلم لما هاجر استولی عقیل و طالب علی الدار کلها باعتبار ما ورثاه من ابیها لکونهما کانا لم یسلما

(سنن دار قطنی عربی ج ۳ ص ۶۳، کتاب البیوع عن اسامۃ بن زید الحدیث)

خط کشیدہ عبارت سے صاف پتہ چل گیا کہ عقیل اور طالب مسلمان نہیں ہوئے۔

(با ایں الفاظ المغنی ابن قدامہ فصل امام الکفار ج ۷ ص ۱۶۷ طبع بیروت، التجرید للقدوری ان ابا طالب کان کافرا ج ۵ ص ۲۶۳۸، نہر الفائق ج ۳ ص ۲۲۴، تبیین الحقائق ج ۳ ص ۲۶۱، فتح القدیر مع الکفایہ ج ۶ ص ۴، ورث کافر بنایہ علی الہدایہ ج ۱۲ ص ۲۲۶، جمال الدین حنفی المفسر ج ۲ ص ۱۰۲، المنہاج شرح مسلم ج ۹ ص ۱۲۰، نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۰۳، صحیح ابن حبان کتاب الاجار، حدیث ۵۱۴۹، شرح معانی الاثار باب بیع مکۃ ارض، کتاب السیر باب فتح مکہ، ان ابا طالبا مات کافرا ج ۵ ص ۶۴۶)

امام بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھئے۔

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ابا اسحاق الزجاج یقول فی هذه الایة اجمع المفسرون انها نزلت فی ابی طالب ابوطالب پر اسلام پیش کیا تو آپ نے انکار کر دیا۔ لفظ ابی نقل ہے۔

(باب اذا قال المشرک عند الموت عمدة القاری شرح صحیح بخاری کتاب الجنائز ج ۶ ص ۲۵۰ طبع پاکستان)

امام صاحب آگے لکھتے ہیں۔ **ان العباس قال للنبی صلی الله علیه وسلم یا ابن اخی ان الکلمة انهی عرضتها علی عمك سمعه فقال له النبی صلی الله علیه وسلم لم اسمع قال السهیلی لان العباس قال ذلك فی حال کونه علی غیر الاسلام ولو اداها بعد الاسلام لقبلت منه** ۔ (عمدة القاری ج ۶ ص ۲۵۱)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ والی روایت جن کا سہارا رافضی لیتے ہیں کہ میں نے ابوطالب کو کلمہ پڑھتے سنا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرما دیا کہ میں نے نہیں سنا۔ حضرت ابوطالب کی موت کے وقت خود مسلمان نہیں تھے، تو امام سہیلی نے جواب دیا کہ اگر وہ اسلام لانے کے بعد کہتے تو ہم مان لیتے۔ اس روایت کے دو جواب ہوئے۔ امام صاحب نے امت کا اجماع بھی نقل کیا ہے۔ جملہ اجمع المفسرون سند

سے لکھا۔

تابش قصوری جو کہ اکثر تراجم کتب کا چور ہے۔اس کی بد دیانتی اور کذب بیانی پر صد افسوس لبادہ سنّیت کا ہے اور کام خارجیوں والے ہیں۔ہم تابش کا اصل چہرہ عوام الناس کے سامنے دکھاتے ہیں کہ عبارات میں کتنا جھوٹ بولتا ہے اور **لعنت اللہ علی الکاذبین** کا مصداق بنتا ہے۔

تابش کی مترجم کتاب میرے پاس موجود ہے۔اس کی نقل کردہ عبارت مندرجہ ذیل ہے۔حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور آپ کی والدہ کے چچا کی صاحبزادی کے فرزند ارجمند اور آپ کے رضاعی بھائی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے ان میں سے چار نے اسلام کو پایا (حضرت ابو طالب کی بابت اختلاف پایا جاتا ہے) مترجم نزہۃ المجالس مکمل ص ۳۸۷ قارئین کرام ہم اصل عربی عبارت پیش کرتے ہیں۔ہمارے پاس نزہۃ المجالس عربی مصری کا نسخہ ہے۔اصل عبارت یوں ہے۔

(باب مناقب حمزۃ رضی اللہ عنہ) **هو عم النبی صلی اللہ علیه وسلم وابن بنت عم امه و اخوه من الرضاعة کما تقدم فی المولد و کان له صلی اللہ علیه وسلم اثنا عشر عما ادرك الاسلام منهم اربعة ابو طالب مات کافرا و حمزة والعباس اسلم** (نزہۃ المجالس عربی ج ۲ ص ۲۴۹ طبع مصر) ابو طالب کی بابت اختلاف کی عبارت تابش قصوری کی خود ساختہ اور جھوٹ پر مبنی ہے۔خط کشیدہ عبارت کا ترجمہ شیر مادر سمجھ کر پی گیا۔نقل کردہ عبارت سے معلوم ہو گیا کہ تابش قصوری سیّد الکاذبین ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کے لئے دعا کرنے سے منع کیا گیا **لاستغفرن لك مالم انه عنك اقتضاء الصراط** (ص ۴۴۵ طبع پاکستان)

عن علی رضی اللہ عنہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ان عمک الشیخ الضال قدمات یعنی اباہ قال اذھب فوارہ،

(سنن الکبریٰ بیہقی کتاب الجنائز ج ۳ ص ۳۹۸ ترجمہ)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہو کر عرض کیا: آپ کا بوڑھا گمراہ چچا فوت ہو گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: جا اسے دبا آ۔ اس حدیث پاک سے عقیدہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ثابت ہو گیا کہ ابوطالب گمراہی پر فوت ہوا۔

عن الشعبی قال لما مات ابو طالب جاء علی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان عمک الشیخ الکافر قدمات فما تری فیہ قال اری ان تغسیل وامرہ بالغسل (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۲۸)

اسی سند سے ملتی جلتی حدیث میں ان الشیخ الضال کا جملہ نقل ہے۔

امام شہاب خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (وَيَنْهَوْنَ عَنْهُ) انعام ضمیر الجمع ابی طالب حاشیۃ الشھاب علی البیضاوی تفسیر ج ۴ ص ۶۵ طبع بیروت)

ما کان للنبی زیرآیت فرماتے ہیں۔ روی انہ علیہ السلام قال لابی طالب لما حضرہ الوفاۃ قل کلمۃ احاج لک بھا عند اللہ فابی فقال علیہ السلام لا ازال استغفرلک مالم انہ عنہ فنزلت حاشیۃ الشھاب ج ۴ ص ۶۴۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جب ابوطالب پر وقت نزع طاری ہوئی تو آپ نے فرمایا: ابوطالب تو کلمہ پڑھ لے میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھگڑا کروں، جب تک مجھے منع نہ کیا جائے، تو میں تیرے لئے دعائے مغفرت کروں

گا۔آگے چل کر لکھتے ہیں:

والجمهور على انها فى ابى طالب فانه لما احتضر جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا عم قل لا اله الا الله كلمة احاج بها عند الله قال يا ابن اخى قد علمت انك لصادق ولكنى اكره ان يقول جزع عند الموت ۔(حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی ج ۷ص ۳۰۹)

چند سطور آگے نقل ہے۔**(والجمهور على انها) اشارة الى الرد على بعض الرافضة اذ ذهب الى اسلامه وفى تفسير الزجاج من قوله جمع المفسرون** (حاشیۃ الشہاب ج ۷ص ۳۰۹)

حضرت عباس بن عبدالمطلب سے مسلم شریف میں روایت ہے کہ انہوں نے آپ سے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ابوطالب کو کوئی نفع ہوگا بے شک وہ آپ کی حمایت کرتے رہے اور لوگوں سے غصے ہوتے تھے! فرمایا: ہاں وہ جہنم کے کنارے پر ہیں۔اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوتے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ص ۱۵۹ اُردو، عربی ج ۱ص ۱۴۷)

خطیب اور ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اپنے باپ اور چچا ابوطالب اور رضائی بھائی ابن سعدیہ کے بیٹے کے لئے شفاعت کروں گا کہ وہ بعث کے بعد ذرات بن جائیں۔خطیب اس روایت کی سند میں کلام کرتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں خطاب بن عبدالدائم الاسوتی ضعیف ہے اور یحییٰ بن مبارک صنعانی سے منکر روایات نقل کرنے میں مشہور ہے اور صنعانی خود مجہول ہے اور منصور بن معتمد لیث بن ابی سلیم سے روایت کرتا ہے جبکہ لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔الایۃ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا (توبہ ۱۱۳)

الایة فاشتد علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم موت ابی طالب علی الکفر (خصائص کبریٰ ج ا ص ۱۴۸ اُردو ج ا ص ۱۶۰، ترجمہ خصائص راجہ رشید محمود طبع فرید بک سٹال لاہور)

مذکورہ حدیث سے پتا چل گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ بھی کفر ابی طالب کا ہے۔ خط کشیدہ عبارت تابش قصوری کو اور اس کے حواریوں کو منہ چڑا رہی ہے۔ ابوطالب کا کفر بیان کرنا اگر گالی ہے تو صحابہ کرام تابعین کرام اور ائمہ کرام علیہم الرضوان تمام سب کرنے کے مرتکب ہوئے۔ مذکورۃ الصدر سے تابش قصوری رافضی کے تمام سوالات ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا ہوگئے۔

امام المحدثین امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابو داؤد والنسائی و احمد و اسحاق و البزار عن علی لما مات ابو طالب انطلقت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت له ان عمك الشیخ الضال قدمات قال اذھب فوار اباك الحدیث و ایضا فی مسند ابو یعلی ان ابن ابی شیبة قال فی روایة ان عمك الشیخ الکافر قدمات

(الدرایہ ص ۱۴۵، کتاب الجنائز) مذکورہ حدیث کا ترجمہ ہم پیچھے کر آئے ہیں۔

(باپ کافر کا مسلمان ولی ہو تو اسے غسل دے، کفن دے کر دفن کردے) حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں۔

(باب میراث اہل السلام عن اسامۃ رضی اللہ عنہ کتاب الفرائض، سنن الکبریٰ بیہقی ج ۶ ص ۲۱۸، کتاب الام للشافعی ج ۴ ص ۹۱، شرح معانی الآثار باب بیع الارض مکۃ عن اسامہ رضی اللہ عنہ علی و جعفر مسلمین۔ ابوطالب و عقیل کافرین، المستدرک حدیث نمبر ۶۱۷۸، مشکل الآثار للطحاوی، نہر الفائق باب استیلاء الکفار عن اسامۃ

رضی اللہ عنہ بدائع الصنائع فصل فی الغسل المیت، محیط برہانی باب غسل الکافر فصل ثانی ج ۲ ص ۱۸۴، عنایہ شرح ہدایہ، اذامات الکافر ج ۲ ص ۱۳۲، بنایہ شرح ہدایہ ج ۳ ص ۳۳۷، باب الغسل المیت وفی ابن ماجہ عربی عبارت یوں ہے:

حدثنا هشام بن عمار و محمد بن الصباح مالا ثنا سفيان بن عيينه عن الزهرى عن على بن الحسين عن عمرو بن عثمان عن اسامة بن زيد رفعه الى النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم وايضا . عن اسامه بن زيد انه قال يا رسول الله اتنزفى دارك بمكة قال هل ترك لنا عقيل من رباع او دور وكان ورث ابا طالب هو و طالب ولم يرث، جعفر ولا على شيئا لانهما كان مسلمين وكان عقيل و طالب كافرين فكان عمر من اجل ذلك يقول لا يرث المومن الكافر قال اسامة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايوث المسلم الكافرولا الكافر المسلم

(ابن ماجہ شریف عربی ص ۱۹۶، باب میراث اہل الاسلام من اہل الشرک ترجمہ، اُردو جز ۳ ص ۲۵۲)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کر چکے ہیں ۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مکہ میں اپنے گھر میں پڑاؤ کریں گے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی زمین یا گھر چھوڑا ہے ۔ راوی کہتے ہیں عقیل ابوطالب کے وارث بنے تھے ۔ عقیل اور ابوطالب ان کے وارث بنے تھے لیکن حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وارث نہیں بنے تھے کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے ۔ عقیل اور ابوطالب دونوں کافر تھے ۔ مذکورہ حدیث سنداً صحیح ہے

اور اس حدیث میں علی بن الحسین رضی اللہ عنہ بھی روای ہیں۔ تو معلوم ہوگیا کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہیں تھے۔ ادلہ شرعیہ سے ہم نے مسئلہ ابو طالب کی نوعیت بیان کردی۔ مَیں نہ مانوں کا علاج کوئی نہیں ہے۔ آیت قرآنی اور حدیث اور ائمہ فقہائے کرام علیہم الرضوان کی تصریحات سے ہم نے ثابت کردیا ہے کہ ابو طالب کی موت اسلام پر نہ ہوئی۔ ایمان ابی طالب روافض کا عقیدہ ہے اہل سنت کا عقیدہ نہیں ہے۔ اللهم لا تجعلنا من زمرة الفاسقين ۔ بجاه سيّد المرسلين آمين ۔

مذکورہ بالا حدیث متعدد کتب میں نقل ہے۔

(بخاری شریف ص ۱۳۶۸ طبع بیروت، بخاری شریف ص ۳۲۱، مسلم شریف ص ۵۴۱، طبع بیروت، سنن ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۲۷۵، کتاب المناسک، مسند احمد ج ۵ ص ۲۰۱، سنن الصغریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۵۸ پوری سند سے نقل ہے۔

امام برہان الدین صاحب المحیط برہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

باب لا يصلى على الكافر لقوله تعالى لاتصل على احد منهم وردى انه لمامات ابو طالب جاء على رضى الله تعالى عنه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ان عمك الضال قدمات فقال عليه الصلوة والسلام غسله و كفنه وادفنه ولا تحدثن به حدثا حتى تلقانى ولا تصل عليه لان الصلاة على الميت دعاءٌ و استغفار له والا استغفار للكافر حرام (المحیط البرہانی ج ۳ ص ۸۲)

کافر پر نماز پڑھنے کا باب: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب فوت ہوا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا

بے شک آپ کا گمراہ چچا فوت ہوگیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے غسل دے اور کفن دے اور دفن کردے اور کوئی نئی بات نہ کرنا یہاں تک کہ ابوطالب کو دفن کردیا اور فرمایا: اس پر نماز جنازہ اور دعا نہ مانگنا کیونکہ دعا اور جنازہ کافر پر حرام ہے۔

ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھے۔ باب اذا مات کافر مع مسلمین) لماروی عن علی رضی اللہ عنہ قال قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عمک الشیخ الضال قدمات فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذهب فواره (المغنی والشرح الکبیر ج ۲ ص ۳۱۵ طبع بیروت) ترجمہ: اس حدیث کا پیچھے ہوگیا ہے اس حدیث سے بھی ثابت ہوگیا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔ سیّدنا و امامنا امام علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ الملاعلی القاری ج ۲ ص ۴۴ طبع پاکستان)

عقائد نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابا طالب والد علی رضی اللہ عنہ کان یحبه النبی صلی اللہ علیه وسلم ویحفظه ولکن مات علی الکفر کما فی الصحیح البخاری و مسلم خلافا للشیعة (شرح عقائد نسفی ص ۵۲۸) بے شک ابوطالب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے طبعی محبت کرتے تھے اور ان کی حفاظت کرنے کے باوجود ان کی موت کفر پر ہوئی جیسا کہ بخاری و مسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ رافضی شیعہ اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ نقل کردہ عبارت سے معلوم ہوا کہ ایمان ابی طالب کا عقیدہ اہل تشیع کا ہے۔ اہل سنت والجماعت کا نہیں ہے اور یحب اور یحفظ کا جملہ لکھ کر خود امام صاحب نے رد کردیا کہ طبعی محبت اور حفاظت سے ایمان ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ ہم زرقانی اور ابن کثیر کی عبارت ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں۔ دوبارہ ہم لکھتے ہیں۔ یحبه حبا شدیدا طبعیا لا شرعیا نقل ہے۔ ابوطالب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

رشتے داری کی وجہ سے تھی، شرعی محبت نہیں تھی۔ طبعی محبت سے ایمان ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ رضویہ جلد دوم کی ابتدا میں جواب لکھا' وہاں دیکھ لیں، جب شرح متن کے خلاف ہوتو متن مقدم ہوتا ہے۔ فتاویٰ نوریہ، فتاویٰ شامی میں نقل ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بات کے آگے کسی بھی شخص کی کوئی بات حجت نہیں۔ الحکم الاکثر کما نقل فی اصول الشاشی۔

علامہ محمد خضری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **توفی عمه ابو طالب کان یمنعه من اذی اعدائه** آگے لکھتے ہیں: **ان یخفف عنه وعدم اسلامه،**

(نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین ص ۵۴)

شیعہ امامیہ کا عقیدہ پڑھیے: **اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ** (القصص ۵۶)، **نزلت فی ابی طالب وروو ا ان علیا علیه السلام جاء الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بعد الموت ابی طالب فقال له ان عمك الضال قد قضی......**

(شرح نہج البلاغہ ابن الحدید التوفی ۶۵۹ھ، ج ۱۴، ص ۳۸ طبع بیروت، لبنان)

واما الذین زعموا انه کان مسلما فقد رووا خلاف ذلك واسند واخبرا الی امیر المومنین علیه السلام ۔ چند سطور آگے نقل ہے۔ **وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ** (سورۃ النساء ۱۱۵) **او بعدها انك ان لم تقر بایمان ابی طالب** (شرح نہج البلاغہ ج ۱۴، ص ۳۹) نقل کردہ دو روایات سے ثابت ہو گیا کہ عند الشیعہ بھی ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں اور حدیث بھی سندا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے ابو طالب کی موت کے بعد **ان عمك الضال** کا جملہ ارشاد فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر گواہی عند اہل سنت قبول نہیں ہے۔ اس شرح کے متعلق خود ابن الحدید

لکھتا ہے۔ کاف لشیعتنا ابتدا میں نقل ہے۔ آگے لکھتا ہے۔ ان ابا طالب اسرا ا لایمان واظھر الشرك

(شرح نہج البلاغہ ج۳ ص ۳۱۰) وایضاً فی اصول الکافی ج ا ص ۴۴۸ طبع تہران کتاب الحجہ

مذکورہ روایت سے ابوطالب کا مشرک ہونا' ثابت ہوگیا۔ اصحاب کہف سے تشبیہ دینا جہالت پر مبنی ہے کیونکہ اصحاب کہف کو تو جان کا خطرہ تھا۔ ابوطالب کو کون سا خطرہ تھا۔ ابوطالب نے زمانہ نبوۃ پایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار کے باوجود کلمہ نہیں پڑھا۔ ابوطالب کے کفر پر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث شاہد ہے سوگز رسہ تے گنڈھ سرنے ثانی سوہنے محمد دا کوئی نہیں

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ پڑھیے۔

ابا طالب بدانکه مشائخ حدیث و علمائے سنت بر ایں اند که ایمان ابو طالب ثبوت نه پذیر فته و در صحاح است که آں حضرت صلی اللّٰه علیه وسلم در وقت وفات بر سروے آمده و عرض اسلام کرد ووے قبول نه کرد پس آں حضرت صلی اللّٰه علیه وسلم گفت من واللّٰه استغفار می کنم مرترا تا آں زماں که منع کرده نشوم پس ایں آیت نازل شد مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ ۔

(شرح العقائد بر میزان العقائد ص ۱۵۶)

ترجمہ: جان تو کہ ابوطالب کے متعلق محدثین و علمائے اہل سنت کہ ابوطالب کا ایمان لانا ثابت نہیں اور صحاح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت وفات ابوطالب کے پاس آئے اور ان پر اسلام پیش کیا تو ابوطالب نے قبول نہ کیا' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تیرے لئے

استغفار کرتا ہوں جب تک مجھے منع نہ کیا جائے گا تو سورۃ توبہ کی آیت مبارک نازل ہوئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مجدد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: (شرح سفر السعادت فارسی ص ۱۸۸)

(ابو محمد ثناء اللہ شجاع آبادی لکھتا ہے) مقاتل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طالب نے اپنی موت کے وقت کہا تھا اے بنی ہاشم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروان کو سچا مانو اور فلاح وہدایت پالو، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے چچا! آپ جو نصیحت دوسروں کو کر رہے ہیں اس پر خود عمل کیوں نہیں کرتے۔ ابو طالب نے کہا: بھتیجے تم کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ آپ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ کے لئے اس کلمے کے کہنے کی گواہی دے سکوں۔ ابو طالب نے جواب دیا' بھتیجے میں جانتا ہوں کہ تم سچے ہو لیکن میں نہیں چاہتا کہ میرے بعد لوگ شرم دلائیں وغیرہ وغیرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ابو طالب سے کلمہ پڑھنے کو کہتے اور وہ انکار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ میں عبد المطلب کے دین پر مرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم میں اس وقت تک تمہارے لئے مغفرت کی دعا مانگتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی اس سے روک نہ دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

(سیرۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۰، تفسیر سراج منیر خطیب شربینی ج ۳ ص ۷۵ طبع پاکستان)

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ، عبارت یوں ہے:

و از مخلوقات کسے را قدرت آں نیست کہ کسی بخدائے رساند مستدل از ابو طالب عاقل تر نباشد و دلیل از محمد

صلی اللّٰہ علیہ وسلم بزرگتر نہ چوں جریان حکم ابوطالب بر شقاوت بود و دلالت مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ویرا سود نداشت (کشف المحجوب فارسی ص ۲۱۰)

فصل معرفت خداوند۔ ترجمہ: کسی مخلوق کی یہ طاقت کہ وہ بندے کو خدا تک پہنچا دے۔ استدلال کرنے والا ابوطالب سے زیادہ عاقل نہ ہوگا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بزرگ تر دلیل نہ ہوگی اور جبکہ ابوطالب کو شقاوت پر اجرائے حکم تھا تو حضور کی دلالت اسے فائدہ نہ دے سکی۔ (کشف المحجوب اُردو ص ۴۵۸) حضور داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فیصلہ دے دیا کہ ابوطالب ایمان نہیں لایا اب بھی اگر کوئی ٹیں ٹیں کرے تو اس کا ٹیں ٹیں کرنا بے سوا جہل ہونے کی نشانی ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها شفاعة (ایمان ابی طالب ص ۱۴۵)

تابش قصوری حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کا شان نزول لکھا ہے۔ یعنی

من الکافرین کما قال فما تنفعهم شفاعة الشافعین و کما قال عن اهل النار ۔(تفسیر ابن کثیر عربی ج اص ۸۹ طبع بیروت)

مفسر قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **لاتجزی نفس** کے تحت لکھتے ہیں: **لاتغنی نفس کافرة عن نفس کافرة من عذاب الله** (تفسیر ابن عباس ج اص ۷، عربی اُردو ج اص ۲۷) کسی کافر جان کو کسی کافر سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ شان نزول یوں فرماتے ہیں:

زیر آیت: لاتجزی نفس - کافرة لایات والاحادیث الدالة علی الشفاعة لاهل الکبائر وعلیه انعقد الاجماع (تفسیر مظہری عربی ج ۱ص ۶۶)

صاحب تفسیر خازن و مدارک شان نزول یوں فرماتے ہیں:

لا تقبل الشفاعة اذا کانت النفس کافرة و ذلك ان الیهود قالوا یشفع لنا اباءنا فرد الله علیهم ذلك بقوله (تفسیر الخازن علی المدارک وایضاً تفسیر روح البیان عربی ج ۱ص ۱۲۶، تابش قصوری نے تفسیر بالرائے کر کے خارجیوں والا کام کیا ہے۔ آیت مبارک کافروں کے متعلق یعنی یہودیوں کے رد میں نازل ہوئی' اس کو مومنین کے حق میں لکھ دیا۔ جب کہ قرآن مجید کی آیات مبارکہ ایمان والوں کی شفاعت کے حق میں دال ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ' اِلَّا بِاِذْنِہٖ کی آیت تابش قصوری اوران کے حواریوں کو منہ چڑا رہی ہے اور تفسیر بالرائے کرنے والا ناری ہے۔ مسلمانوں کی شفاعت تین گروہ کریں گے۔ عن عثمان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاثة یشفع یوم القیامة الانبیاء والعلماء والشهداء کما فی المشکوة باب الشفاعة نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین گروہ گنہگاروں کی شفاعت کریں گے۔ انبیائے کرام علیہم السلام اور علمائے کرام وشہداء کرام علیہم الرضوان۔ حدیث پاک سے پتہ چل گیا کہ مسلمانوں کی مسلمان شفاعت کریں گے۔ باقی کفار کے متعلق خبر واحد بخاری شریف میں ہے۔ ابولہب کو پیر کے دن عذاب ہلکا ہوتا ہے۔ مطلق نجات نہیں اسی طرح ابو طالب کی خدمت وغیرہ کا صلہ سے اس پر بھی ہلکا ہوگا۔ نار سے مکمل نجات نہیں ہوگی، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

ایمان والوں کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھئے: "شفاعتی لاهل الکبائر من امتی" ابولہب پر عذاب ہلکا ہونے سے اس کا ایمان ثابت نہیں ہوتا ہم

نے تین آیات قرآنیہ نقل کی ہیں۔ تابش قصوری سے ہم سوال کرتے ہیں کہ وہ ابوطالب کے ایمان پر ایک نص قرآنی پیش کریں قیامت تک تابش اوراس کی روحانی ذریت نہیں پیش کرسکیں گے۔ ہم نے اجماع امت سے ثابت کیا ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔ تابش قصوری بھی اجماع امت سے ابوطالب کا ایمان ثابت کریں ورنہ اپنے باطل عقیدے سے توبہ کریں اور آخرت کی فکر کریں۔ ہم نے جلیل القدر اولیائے کرام وغوث اعظم وداتا علی ہجویری وخواجہ نظام الدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت کردیا ہے۔ ان تمام بزرگوں کی تصدیقات خصوصاً اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ سے واضح کردیا ہے۔ اب اوں آں کرنے کی گنجائش باقی نہ رہی۔

ایمان کی تعریف

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے۔

یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوصرف سچا نبی جان لینے کا نام ہی ایمان نہیں بلکہ دل سے اس کی تصدیق کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ علم اور چیز ہے اور تصدیق اور چیز ہے۔ چند سطور آگے لکھتے ہیں۔ یہودی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی جانتے تھے اور یہ علم اتنا مضبوط تھا جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچان رہے ہوں **یعرفون کما یعرفون ابناء ھم** (تکمیل الایمان ص ۹۲) لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قلبی طور پر یقین کرنے کا نام ایمان ہے اور ان دونوں چیزوں کا زبان سے اقرار کرنا بھی ضروری ہے دل سے یقین کرنا ایمان کی حقیقت ہے اور زبان سے تصدیق کرنا ایمان کی علامت ہے کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے اور زبان کے اقرار کے بغیر دل کا حال معلوم نہیں ہوسکتا۔ (تکمیل الایمان ص ۹۱) مذکورہ عبارت سے واضح ہوگیا ہے کہ زبان سے انکار کرنا ایماندار ہونے کی علامت نہیں۔ ابوطالب کے متعلق ابی کا جملہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور نبی صلی

اللہ علیہ وسلم سے لم اسمع میں نے نہیں سنا جملہ ایمان کے منافی ہے۔ محدث علی بن حسن جزری المتوفی ص ۶۳۰ علیہ الرحمۃ ابوطالب کے متعلق سنداً حدیث مبارک نقل کرتے ہیں۔ عبارت یوں ہے:

اخبرنا محمد بن سرایا بن علی وغیرہ باسنادھم عن محمد بن اسماعیل حدثنا محمود حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن الزھری عن ابن المسیب عن ابیہ ان اباطالب لما حضرتہ الوفاۃ دخل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ابوجھل فقال ای عم قل لا الہ الا اللہ کلمۃ احاج لک بھا عند اللہ فقال ابوجھل و عبداللہ بن ابی امیۃ یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبدالمطلب فلم یزالا یکلمانہ حتی قال آخر کل شئی کلمھم علی ملۃ عبدالمطلب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ستغفرن لک مالم انہ عنہ ۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ج پنجم ص ۱۸۷ طبع بیروت، لبنان)

اس حدیث مبارک کا ترجمہ پیچھے گزر چکا ہے۔ یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔

ابوطالب کے متعلق حافظ ابی یعلی موصلی المتوفی ۳۰۷ھ لکھتے ہیں:

حدثنا سریج بن یونس حدثنا اسماعیل عن مجالد عن الشعبی عن جابر بن عبداللہ قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی طالب ھل تنفعہ نبوتک قال نعم اخرجتہ من غمرۃ جھنم الی ضحضاح منھا،

(مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۱۸۴ طبع بیروت)

مذکورہ حدیث شریف سنداً مرفوع ہے۔ اس کا ترجمہ بھی پیچھے گزر چکا ہے۔

ابوطالب کے متعلق امام نورالدین ہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ لکھتے ہیں۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسئل عن ابی طالب هل نفعته قال اخرجته من جهنم الی ضحضاح منها،

(مجمع الزوائد ج۹ ص ۳۵۹ طبع بیروت، حدیث نمبر ۱۵۲۷۴ کتاب المناقب)

وایضا عن جابر بن عبداللہ قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عمه ابی طالب هل تنفعه نبوتك قال نعم اخرجته من غمرات جهنم الی ضحضاح منها (ج۹ ص ۲۹۲)

حدیث نمبر ۱۶۱۷۷: **رجاله رجال الصحیح** نقل کردہ حدیث کا ترجمہ بھی پہلے گزر چکا ہے۔ ابوطالب کے متعلق حافظ عبدالغفار لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ جب خبر کی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابوطالب کے روئے پھر کہا واسطے میرے جا اور غسل دے اس کو اور کفن دے اس کو اور چھپا، اس کو کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ کیا میں نے ایسا ہی کیا آیا میں پھر فرمایا کہ جا اور غسل کر کہا اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے ان کے کئی دن تک اور نہ نکلے گھر سے یہاں تک کہ اترے جبرئیل علیہ السلام ساتھ اس کے کہ نہیں جائز واسطے نبی کے اور ان لوگوں کے جو ایمان لائے کہ بخشش مانگیں مشرکوں کے واسطے اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی بخشش اگر چہ نبی کے عزیز و اقارب میں سے ہوئے نہیں ہوتی۔ (نورالہدایہ اردو شرح وقایہ ج۱ ص ۱۴۶)

حدیث مرسل کے متعلق ائمہ کرام علیہم الرضوان کا مذہب

نیز علامہ سیوطی لکھتے ہیں امام حاکم نے علوم الحدیث میں لکھا ہے کہ اہل مدینہ

سعید بن میبب سے مراسل کی روایت کرتے ہیں اور اہل مکہ عطا بن ابی رباح سے مراسل روایت کرتے ہیں اور اہل شام مکحول سے اہل بصرہ حسن بصری سے اہل کوفہ ابراہیم بن یزید نخعی سے اور ان میں سے زیادہ صحیح مراسل ابن المسیب کی ہیں۔ ابن معین نے بھی یہی کہا ہے۔

(شرح مسلم شریف ص۱۱۵، ۱۱۶ شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ)

حکیم الامت مفسر قرآن و شیخ الحدیث مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گار چچا ابوطالب کافر کا عذاب ہلکا ہوسکتا ہے مگر ابوطالب کا عذاب دفع نہیں ہوسکتا ہے ابوطالب کا عذاب بہت ہلکا ہے۔ (ج ۷ ص ۲۱۲)

عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ مقدمہ ج ا ص ۲۸ میں ''ابو طالب مات کافرًا'' لکھا ہے۔ وایضاً موطا امام مالک ص ۱۴۰۶ عن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ ہیں' حدیث سے ثابت ہوا کہ اہل بیت کرام کے نزدیک ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔

غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

محبت کی دو قسمیں ہیں:

ایک طبعی اور ایک عقلی۔ طبعی یہ ہے کہ بندہ طبعاً کسی سے محبت کرے' جیسا کہ ماں' باپ' اولاد اور عزیز و اقارب سے محبت ہوتی ہے۔ دوسری عقلی محبت یہ ہے کہ عقلا محبوب کو دوسری چیزوں پر ترجیح دے۔ طبعی محبت بندے کے اختیار میں نہیں ہوتی اور نہ ہی بندے کو اس کا مکلف کیا گیا ہے اور نہ ہی مدار ایمان ہے۔ اسی لئے ابوطالب مومن نہیں ہیں کیونکہ اُن کو آپ سے محبت طبعی بھتیجا ہونے کی وجہ سے تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھ کر ایمان نصیب نہیں ہوا۔ اس مسئلہ کی مکمل بحث اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے رسالہ ایمان ابوطالب میں مذکور ہے۔ (منتخب احادیث صفحہ ۱۰۱ غزالی زماں علامہ

احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ) ابوطالب کے متعلق شریف حسین سبزواری شیعہ نے ابوطالب پر رضی اللہ عنہ نہیں لکھا ہے۔ کوکب دُری صفحہ ۱۷۸-۱۷۹-۲۴۷-۲۴۸-۲۵ تا ص ۲۵۲ نو جگہ ابوطالب پر رضی اللہ عنہ نہیں لکھا' اگر ابوطالب مسلمان ہوتے تو شریف حسین شیعہ مترجم ابوطالب پر جملہ رضی اللہ عنہ ضرور لکھتا۔

علامہ شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھئے۔ شرح مسلم ج ا' صفحہ ۳۸۸-۳۹۸' جامع اسباب النزول ص ۲۵۴۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ زیر آیت: انك لا تهدى۔ القصص' التوبہ: ما كان للنبى والذين امنوا فتح الباری ج ۸' ص ۳۴۱' فتح الباری ج ۸' ص ۵۰۶' فتح الباری ج ۷' ص ۱۹۳' سیرت ابن ہشام ج ۲' ص ۲۷' البدایہ والنہایہ ج ۳' ص ۱۲۳' مسند احمد ج ا' ص ۲۵۸' البدایہ ج ۳' ص ۱۲۲' سیرت حلبیہ ج ا' ص ۴۶۶' السیرة اشامیہ ج ۲' ص ۵۶۳' منقول از دلائل النبوة ج ۲ ص ۳۵۰' رسالہ النور ماہ ذوالحج ۱۳۴۶ھ اشرف علی تھانوی ص ۲۲۔ اہل سنت و جماعت کا معروف مذہب یہی ہے کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

ملا معین واعظ کاشفی ہروی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ:

ابوطالب نے ایک شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ تیرا چچا کہتا ہے کہ میں بوڑھا کمزور اور بیمار ہوں' جنت سے تھوڑے سے کھانے پینے کی آرزو رکھتا ہوں' مجھے عنایت فرمایئے تاکہ وہ تندرستی کا باعث ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے قاصد کو کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ جو اس مجلس میں حاضر تھے' نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے جنت کے طعام وشراب کو کفار کے لئے حرام قرار دیا ہے۔ قاصد نے واپس جا کر صورتِ حال بیان' کفار نے پھر ابوطالب سے کہا' دوسری مرتبہ پھر اسی شخص کو اسی غرض کے لئے بھیجا۔ اس دفعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: ان اللہ حرمهما على الكافرين ۔
قاصد نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب دیا۔ قاصد کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابوطالب کے گھر تشریف لائے۔ کو پہنچا دیکھا کہ گھر قریش سے بھرا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے اپنے چچا کے ساتھ تھوڑی دیر ٹھہرنا ہے۔ آپ ذرا باہر تشریف لے جائیں کہنے لگے۔ آپ کی ان سے رشتہ داری ہے تو ہم بھی ان کے رشتہ دار ہیں' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا: چچا جان حق تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے بچپن میں میری کفالت کی۔ اور میرے بڑا ہو جانے پر میری رعایت اور شفقت میں دریغ نہیں کیا۔ اب وقت یہ ہے کہ آپ ایک کلمہ کہہ کر میری امداد کریں تاکہ قیامت کے روز میں خدا تعالیٰ کے پاس آپ کی شفاعت کروں۔ ابوطالب نے پوچھا: وہ کون سا کلمہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاالٰه الا الله وحدهٗ لا شريك لهٗ کہہ دیجئے۔ ابوطالب نے کہا: میں یقیناً جانتا ہوں کہ آپ میرے خیر خواہ ہیں۔ خدا کی قسم! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ آپ کو قریش سرزنش کریں گے اور کہیں گے کہ تیرا چچا موت سے ڈر گیا۔ میں ضرور کلمہ کہہ دیتا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ ابیات اُس وقت پڑھے تو قریش نے جب اشعار سنے کو پکار اٹھے کہ آپ اپنے بزرگوں عبدالمطلب ہاشم اور عبد مناف کی ملت سے منہ پھیرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصرار کرتے تھے کہ چچا جان ایک بار اس کلمہ کو کہہ دو تاکہ قیامت میں آپ کے کام کو دلی تسلی کے ساتھ کرسکوں۔ ابوجہل' عبداللہ' اُمیہ پھر اصرار کرتے تھے کہ اے ابوطالب! عبدالمطلب کے دین سے انحراف کرتا ہے' یہاں تک کہ آخرکار اس نے کہا کہ ابوطالب اپنے بزرگوں کی ملت اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چچا جان! کیا بات ہے کہ تمام لوگوں کو میری بات سننے اور پیروی کرنے کی وصیت کرتے ہو اور خود مخالفت کرتے ہو؟

اُس نے کہا: خدا کی قسم! اگر تندرستی کی حالت میں ہوتا تو آپ کی اتباع کرتا۔ خدا کی قسم! مجھے یہ بات بُری معلوم ہوتی ہے کہ لوگ کہیں گے۔ ابو طالب مرتے وقت موت کے ڈر سے مسلمان ہوا اور صحت کی حالت میں مسلمان نہیں ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ابو طالب کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو اس کے سرہانے سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: خدا کی قسم! حق تعالیٰ سے تمہارے لئے بخشش طلب کروں گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب ابو طالب کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ قریش نے سمجھ لیا کہ وہ اس بیماری سے نجات نہیں پائے گا۔ ایک دوسرے سے کہا: اگرچہ ابو طالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں پوری کوشش کرتے تھے۔ اب وہ موت کے کندھوں پر سوار ہے۔ ہمیں اس کے بھتیجے کے کام سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سے بہادر کون عرب میں تھا۔ مسلمان ہو گیا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گیا۔ ہر قبیلہ کے لوگ اُس کے دین میں داخل ہو چکے ہیں اور ہر روز اس کا کام ترقی پر ہے۔ اس کی آواز عرب قبائل میں پھیلتی جاتی ہے' جب وہ بلند مرتبہ ہو جائے گا تو اہلِ مکہ پر غالب ہو جائے گا۔ عتبہ' شیبہ' ابو جہل اُمیہ بن خلف' ابوسفیان وغیرہ کی جماعت ابو طالب کے پاس آئی اور کہا: اے ابو طالب! ہم نے آپ کی سرداری کا اعتراف کیا۔ اہل بیت سے روایت ہے کہ وہ اس بات پر متفق نہیں کہ ابو طالب ایمان کے ساتھ فوت ہوا ہے' لیکن یہ روایت اہل سنت و جماعت کے مخالف ہے اور اس روایت کے مخالف بہت سے دلائل موجود ہیں۔

(دلیل نمبر ۱) جب ابو طالب فوت ہو گیا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ کا گمراہ چچا بے شک فوت ہو گیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا: جاؤ اسے نہلاؤ اور تکفین و تجہیز کا انتظام کرو اور فرمایا: انه مات مشرکا ۔ نیز فرمایا: اذهب فواره غفر الله له ورحمته جا

کرا سے دبا دو۔ خدا تعالیٰ اُسے بخشے خدا تعالیٰ اس پر رحمت کرے اگر مجھے منع نہ کیا گیا تو میں اس کے لئے بخشش طلب کروں گا۔

روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کی وفات پر بہت رنجیدہ ہوئے روئے' جنازہ کے ساتھ گئے اور فرماتے تھے۔ چچا جان! آپ نے صلہ رحمی کا حق ادا کیا۔ میرے حق میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ عملك الشيخ الضال قدمات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: انه قد مات مشركا ابوطالب کے کفر پر مرنے کی دلیل ہے۔

(دلیل نمبر۲) کئی روز تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے لئے بخشش طلب کرتے رہے تو آیت پاک: اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ نازل ہوئی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ نازل ہوئی تو قرآن کریم کی نص سے ثابت ہو گیا کہ ابوطالب کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا اور مذکورہ بالا روایت میں جنازہ کے ساتھ جانے کا ذکر مؤلف نے اپنی طرف سے زیادہ کیا اس وقت نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

(دلیل نمبر۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کہ بخاری و مسلم میں روایت منقول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عبارت یوں ہے: اهون الناس عذابًا يوم القيمة ابى طالب له شرّا كان من النار يغلى منها دماغه ۔ یعنی ابوطالب کا عذاب قیامت کے روز دوسرے تمام کافروں سے نرم اور ہلکا ہوگا۔ اس کے پاؤں میں آگ کی دو جوتیاں ہوں گی۔ ان جوتیوں کی گرمی سے اس کے سر کا مغز کھولتا ہوگا۔ اس کا خیال ہوگا کہ مجھ سے زیادہ کسی کو عذاب نہیں ہو رہا۔ معارج النبوۃ فارسی رکن سوم باب سوم موت ابوطالب ج ۳' ص ۶۰ - ۶۱' معارج النبوۃ اُردو ج ۳' ۳۱۶' ۳۲۲ آگے نقل ہے۔ کفر کی چار اقسام۔ چوتھی قسم یہ ہے۔ زبان سے خدا

تعالٰی کا اقرار نہ کرے اور نہ ہی اس کے احکام کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کرے، جیسے ابوطالب کا کفر۔

(شبیر احمد عثمانی دیوبندی کا عقیدہ)

زیر آیت :مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ تفسیر عثمانی ص ۲۶۵، ص ۵۰۶، القصص۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شرح الوقایہ کتاب الجنائز ج ۱، ص ۲۰۹، سورۃ ص نزلت فی حق ابی طالب، تفسیر مظہری عربی ج ۸، ص ۱۵۳-۱۵۵، تفسیر الخازن ج ۴، ص ۳۰، تفسیر جیلانی ج ۴، ص ۲۴۲، تفسیر ابن کثیر عربی ج ۴، ص ۲۷-۲۸، اُردو ابن کثیر ج ۴، ص ۴۴۳، وقایہ اُردو ج ۱، ص ۱۴۶، عن جابر رضی اللہ عنہ مسند ابویعلیٰ ج ۲ ص ۱۸۴، کتاب الثقات لابن حبان ج ۱، ص ۲۶۔